وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

حیات پاک
(برزخی)
رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک

مرتبہ:

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

حیاتِ پاک

[برزخی]

رحمۃٌ لِلعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک

مرتبہ

حافظ نذیر احمد عفی عنہ نقشبندی مجددی

انجمن نصرۃ القرآن

جامع مسجد مدنیہ، مدنی محلہ، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حافظ نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے حضرت حافظ نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے دوسرے سجادہ نشین مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (حضرت ثانی) سے بیعت تھے۔ صاحب نسبت، بزرگ تھے۔ گوجرانوالہ میں ان کا کپڑے کا کاروبار تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے دورِ امارت سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے اور مجلس کے معاون خاص۔ آپ نے ''حیات پاک برزخی رحمۃ اللعالمین'' کے نام سے یہ کتابچہ مرتب فرمایا۔ اس مجموعہ میں ہم اسے شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ گرامی سلطان الاولیاء پیر طریقت رہبر شریعت مخدوم العلماء، سیدنا و مرشدنا

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

کتاب رحمۃ للعالمین ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات برزخیہ کے اجتماعی عقیدہ کے بیان میں حافظ نذیر احمد صاحب نے بڑی محنت سے ترتیب دی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اپنے اسی جسم اطہر عنصری کے ساتھ جسم مع الروح اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جو مسلمان روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتا ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں اور دور سے صلوٰۃ و سلام پیش کرنے والے کا صلوٰۃ و سلام فرشتے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ان فرشتوں کا کام ہی یہی ہے۔ جو اس کام کے لئے مقرر ہیں۔ یہ امت مسلمہ کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ اسی عقیدہ کی حفاظت و اشاعت کے لئے حافظ صاحب نے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ فضائل درود شریف کا رسالہ بھی ترتیب دیا ہے یہ دونوں کتابیں قابل قدر ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ان کتابوں سے اپنے عقیدہ کی اصلاح کے لئے پڑھنا اور اپنے گھر رکھنا بڑا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی اس محنت کو قبول فرماوے اور مسلمانوں کے لئے نفع مند گردانے۔ آمین!

فقیر خان محمد عفی عنہ، از خانقاہ سراجیہ

رائے گرامی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

شیخ الحدیث وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

راقم اثیم نے کتاب حیات پاک (برزخی) رحمۃ للعالمین ﷺ مرتبہ جناب محترم حافظ نذیر احمد صاحب نقشبندی مجددی دام مجدہم جستہ جستہ مقامات سے پڑھی جس میں فضائل درود شریف اور توسل کے مسئلہ کے علاوہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بعد از وفات، حیات پر بھی باحوالہ بحث کی گئی ہے کہ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" اور یہ کہ حیات ان کے ارواح طیبات کے ان اجسام مبارکہ کے متعلق ہے جو ان کو دنیا میں حاصل تھے نہ صرف ارواح کی حیات ہے اور نہ اجسام مثالیہ کے تعلق سے ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ یا شبہ ہے اور چونکہ یہ حیات اجسام عنصریہ اور دنیویہ کے تعلق سے ہے اس لئے اس کو حیات دنیویہ سے تعبیر کیا جاتا ہے تا کہ اجسام مثالیہ کے تعلق سے حیات کا شبہ نہ ہو اور اس لحاظ سے برزخیہ بھی ہے کہ برزخ میں ہے اور اس جہان میں رہنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہے اور ان کو محسوس نہیں ہو سکتی کیونکہ ان سے زندگی میں ایمان بالغیب مطلوب ہے اور احساس اور مشاہدہ کے بعد ایمان بالغیب نہیں رہتا اور حیات کی اسی تفسیر کے تحت کہ آں حضرت ﷺ کی قبر مبارک میں جسد اطہر کے روح مقدس کے تعلق سے حیات حاصل ہے۔ آپ ﷺ عند القبر صلوٰۃ وسلام سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درود شریف بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے جیسا کہ تسکین الصدور وغیرہ میں صحیح احادیث سے اس پر بحث موجود ہے اور تمام ملت اسلامیہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کیونکہ روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے اور آپ ﷺ اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۱۰)

اور تمام اکابر علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا یہی متفقہ نظریہ اور مسلک ہے۔ اب اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو اس کا اپنی رائے پر گھمنڈ اور سینہ زوری ہے اور وہ "اعجاب کل ذی رای برأیہ" کا مصداق ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب حافظ صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے حق مسلک کی حفاظت کے لئے کاوش کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ الی یوم الدین۔ آمین۔ ثم آمین!

احقر: ابوالزاہد محمد سرفراز

خطیب جامع مسجد گکھڑ وصدر مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۲ رشوال ۱۴۰۶ھ / ۱۰ رجون ۱۹۸۶ء

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب رحمہ اللہ

نور نظر ولخت جگر فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

رحمۃ للعالمین رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اپنے دلآویز گوشوں کے اعتبار سے منفرد، ممتاز اور بے مثال واقع ہوئی ہے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کی بشریت کے کھلے بندوں اعلان کیا اور آثار بشریت آپ ﷺ کی حیات پاک پر ہویدا ہیں، آپ ﷺ کا حلیہ مبارک آپ ﷺ کا سراپا اقدس، نشست و برخاست، بے داری وخواب، رفتار و گفتار، اکل وشرب خوشیوں سے مسرور ہونا، غموں کا تاثر لینا، سب کچھ انسانوں کی طرح ہے۔ نکاح ومناکحت بچوں کی پیدائش، انکی ضروریات کا احساس، گھر گرہستی کا فکر، عیال داری، اس کا انتظام، بھوک کا احساس، تشنگی کا خیال، آخر کن کن چیزوں کا انکار کیا جائے گا اور آپ ﷺ کو بشریت سے نکالنے کے لئے کیا کیا دلائل قائم کئے جائیں گے، قدم قدم پر خود آپ ﷺ کا اعلان کہ میں انسان ہوں پھر آپ ﷺ کی دید وشنید سے آشنا مقدس حلقے یعنی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کوئی بھی تو آپ ﷺ کی بشریت کا منکر نہیں۔ اب اگر کوئی آپ ﷺ کو بشریت کے حلقہ سے نکالتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد، آپ ﷺ کے اعلان، صحابہ رضی اللہ عنہم کے فکر وبیان، سے مزاحم ہوتا ہے مگر اس کے باوجود آپ ﷺ کو عام انسانوں کا درجہ دینا اتنا ہی بڑا ظلم ہے جتنا کہ آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل مقام برزخ کبریٰ میں ہے اس حرف مشدد کا

اگر ایک شعر پر غور کر لیا جاتا تو بے سود مباحث کے طومار نہ کھڑے کئے جاتے آپ ﷺ کی وفات کا انداز بھی نرالا ہے۔ انقطاع حیات دنیوی عام انسانوں کی طرح لیکن امتیازی شان لئے ہوئے۔ جنازے کی نماز ضرور ہوئی لیکن متعارف طریقہ سے ہٹ کر؛ پھر جسد اطہر کی تدفین اور یہ سب کچھ ان کے ہاتھوں ہوا جو رمز آشنائے نبوت اور عارف منصب رسالت تھے پھر جھگڑا ہی کیا رہ گیا۔ لیکن بد قسمتی سے آپ ﷺ کی حیات برزخی کے مسئلہ کو بھی نظری بنا دیا گیا۔ حافظ نذیر احمد نقشبندی موصوف، آپ ﷺ کی حیات برزخی کے اثبات وثبوت کے لئے تصنیف کی طرف متوجہ ہوئے اور ضخامت کہتر لیکن بقیمت بہتر مقالہ تیار کر دیا جس میں تمام علماء اسلام اور علماء دیوبند کے عقیدہ کو اس طرح منقح کیا کہ اب نہ کوئی اندھیرا رہا نہ کوئی الجھاؤ نہ کوئی تاریکی اور نہ کوئی ابہام بلا شبہ انہوں نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا وہی علماء حق وحقانی کا عقیدہ اور حلقہ دیوبند کا قاطع فیصلہ ہے۔

حافظ صاحب موصوف کو ذات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نسبت عشق ہے جو سرمایہ ایمان اور بضاعت آخرت قرار دی جائے گی چنانچہ آپ نے فضائل درود شریف پر بھی ایک قیمتی رسالہ لکھا بلکہ دوسرے گوشوں پر بھی آپ کا قلم رواں دواں ہے جنہیں دیکھ کر ”اللھم زد فزد“ کی دعائیں ورد زباں ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ رحمۃ للعالمین کا مطالعہ بصیرت وبصارت کے لئے کارآمد اور دانش وبینش کے لئے انفع ثابت ہوگا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز!

انظر شاہ

۲۸ رشعبان ۱۴۰۶ھ

بدوران سفر طیارہ از دہلی برائے انگلستان

شکریہ معاونین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ
رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرے گا۔

اس حدیث مبارک کے مطابق یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ جن محسنین و بزرگان عظام نے اس کتاب کی تیاری، استفادہ مسودات وتصحیح اور دعاؤں سے معاونت فرمائی، ان سب کا شکریہ ادا کیا جائے۔

اوّل شکریہ کے مستحق مرشد العلماء والصلحاء پیر طریقت، امیر شریعت وامیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، سیدنا ومرشدنا قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کندیاں ضلع میانوالی ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اس کتاب کا مسودہ دیکھ کر خاص نظر عنایت فرمائی اور خصوصی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں، اور اپنی مخلوق کی ہدایت کا باعث بناویں۔ آمین!

اور شکر گزار ہوں ان ہر دو حضرات، حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی، مجددی ہزاروی، ہری پوری خلیفہ مجاز سراج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی، اور حضرت مولانا حاجی عبدالرشید صاحب رحیم یار خان خلیفہ مجاز سلطان الاولیاء حضرت مولانا سیدنا ومرشدنا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کا جنہوں نے حضرت اقدس سیدنا ومرشدنا ومولانا خان محمد مدظلہ کے حکم سے اس کتاب کو حرفاً حرفاً از اول تا آخر دیکھا اور تصحیح فرمائی اور شکر گزار ہوں ان اکابرین کا جن کی کتابوں سے مسودات جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ سب کی کوششوں کو مقبول ومنظور فرماویں۔ اور اجر عظیم عطا فرماویں اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء ہے کہ ان تمام حضرات کے لئے جو اس کتاب کا مطالعہ فرماویں کہ مولا کریم ان سب کو رحمت اللعالمین ﷺ کا ادب واحترام سچی محبت اور اتباع کی توفیق نصیب فرماویں، اور اس سیاہ کار کے لئے ذریعہ شفاعت مغفرت ونجات بناویں۔

آمین بحرمت النبی الکریم علیہ وعلی آلہ التسلیم

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و شفیعنا و حبیبنا و مولٰنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ و ذریاتہ واھل بیتہ اجمعین عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ و مداد کلماتہ۔ اما بعد!

اللہ تعالیٰ رحیم وکریم کا لاکھ لاکھ بار شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم اور بے حد مہربانی سے اپنے اس عاجز وگناہ گار بندے کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ یہ اس کے اشرف المخلوقات بندے سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین رحمت للعالمین حضرت سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے متعلق لکھے، حالانکہ اس سے پہلے بے شمار اکابرین ومحدثین مفسرین اولیاء کرام، علماء عظام نے اتنی اتنی بلند وبالا مدلل کتابیں لکھی ہیں جن کا شمار مشکل ہے ان کے موجود ہوتے ہوئے اس ناکارہ کا اس بلند وبالا موضوع اور اشرف الانبیاء ﷺ کی شان اقدس میں کچھ لکھنا سواء اس کے کہ ان حضور اکرم رحمت دو عالم ﷺ کی شان مبارک لکھنے والوں کے زمرہ میں اس سیاہ کار کا نام آجائے اور رحمت دو عالم ﷺ کے محبین میں شامل ہو جائے تو بفضلہ تعالیٰ نجات کی امید رکھتا ہے کسی اللہ کے بندے کیا ہی خوب فرمایا۔

احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحا

نیک صالحین لوگوں سے محبت رکھتا ہوں مگر میں ان میں سے نہیں ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کی برکت سے مجھے بھی ان میں شامل فرمالیں۔

اور یہ ناکارہ اپنی حیثیت ان اکابرین کے ساتھ اس کتے جیسی بھی نہیں تصور کرسکتا، جس نے اللہ کے مقبول بندوں اصحاب کہف کا ساتھ اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ ان پاک نفوس کی برکت سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان اکابرین کی برکت سے اس سیاہ کار کو ان کی رفاقت جنت میں نصیب فرمائے۔ آمین بحرمت نبی الکریم علیہ وآلہ التسلیم

اس کتاب میں مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق علماء دیوبند کے روشن مسلک کی وضاحت ہے جو کہ سید الانبیاء ﷺ سے لے کر آج تک امت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ موجودہ دور میں معتزلہ عقیدہ کے چند لوگ جو کہ اپنے آپ کو علماء دیوبند کے متبع ظاہر کر کے اکابرین دیوبند کو بدنام کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کا رخ "ورفعنا لک ذکرک" (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا)

کے بجائے حضور علیہ السلام کی شان اقدس گھٹانے کی طرف موڑ لیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا" قرآن پاک سمجھنے میں بہت سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح حامل قرآن جن پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا، رحمت عالم ﷺ کی شان اقدس کو صحابہ کرام، اولیاء عظام کی محبت اور عظمت بھری نگاہوں سے دیکھنے والے ہدایت پر ہیں۔ اور اپنی حالت پر قیاس کرنے والے گمراہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی حالت پر قیاس کرنے والوں کا قول قرآن پاک میں نقل فرمایا کہ کفار کہتے تھے: "وقالوا امال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی

الاسواق" اور کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ اور ان کے یہ الفاظ کہنے کا نتیجہ ان کو یہ ملا "خسر الدنیا و الاخرۃ" کہ دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت للعالمین ﷺ کی شان بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ خود خدا تعالیٰ ہی اپنے حبیب ﷺ کی شان بلند فرمانے کا قرآن پاک میں اعلان فرمارہے ہیں تو شان بیان کرنا سنت اللہ ہے اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل فرمایا، حضور ﷺ کی شان بیان فرمانے والے حضور ﷺ کے اجل صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی	واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبراء من کل عیب	کانک قد خلقت کما تشآء

یارسول اللہ ﷺ میری آنکھ نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی نے جنا ہی نہیں، آپ ﷺ ہر قسم کے عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا کہ جیسے کہ آپ ﷺ ایسے ہی پیدا کئے گئے۔

سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آقائے دو جہاں ﷺ سے کس قدر محبت تھی۔ اور رحمت دو عالم ﷺ کی شان بیان کرنے کا صلہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک الفاظ میں سنئے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں نقل فرماتے ہیں: "عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ ﷺ یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیه قائما یفاخر عن رسول اللہ ﷺ، ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول اللہ ﷺ (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمت للعالمین ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے تھے جس پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی شان بیان فرماتے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدد فرماتے ہیں بذریعہ روح القدس سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، تو معلوم ہوا حضور ﷺ کی شان بیان کرنے کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کی شان بیان کرنے کی وجہ سے شان بیان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی مدد نصیب ہوتی ہے۔ کسی عاشق نے خوب کہا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے	جو اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین" (بخاری شریف)

رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین اپنی اولاد اپنی جان اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔ گویا کہ ہر شئے سے زیادہ محبت نبی ﷺ سے ہونی چاہئے ورنہ ایمان نہیں ہے۔

کیا ہی عمدہ فرمایا حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے۔

مناجاتے اگر بائید بیان کرد — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدارا — خدا یا از تو حب مصطفیٰ را

اگر تو کوئی شے خدا تعالیٰ سے طلب کرنا چاہے تو بس اس بات پر قناعت کر لے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ مل جائے اے اللہ کریم مجھے اپنے پیارے محبوب کی محبت نصیب فرما۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کی محبت نصیب ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ مل جائے اس کو اور کیا چاہئے اس کو تو سب کچھ ہی مل گیا ان اکابرین کی ہر لمحہ یہی جستجو تھی، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے صدقہ سے ہمیں بھی اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔ اور ہمیں حضور ﷺ کے ادب واحترام کی توفیق نصیب فرمائے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم شد از فضل رب

اور اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت للعالمین کے صدقہ سے اپنا بنا لے آمین ابحرمت نبی الکریم علیہ و آلہ التسلیم

۳/صفر ۱۴۰۵ھ

موت کی حقیقت

اس کتاب کا اصل مضمون سید الانبیاء ﷺ کی حیات طیبہ ہے جو کہ حیات برزخی ہے یعنی قبر کی زندگی، اور حیات برزخی کا پہلا قدم موت ہے اور دوسرا قدم حیات ہے اس سلسلہ میں چند حقائق پیش خدمت ہیں جن کے سمجھ لینے کے بعد اصل مضمون کا سمجھنا ان شاء اللہ تعالیٰ بالکل آسان ہو جائے گا، اس میں تمام باتیں فرمان اللہ کریم، ارشادات سید الانبیاء ﷺ اقوال صحابہ کرام، تابعین، آئمہ مجتہدین، سلف صالحین کی ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ کریم سے التجاء ہے کہ حق تحریر کرنے اور حق کے سمجھنے کو توفیق نصیب فرمائے آمین، ''واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم'' اللہ کریم ہی سیدھے راستے کی راہنمائی فرماتے ہیں جسے چاہیں۔ (سورہ نور)

اللہ کریم اپنی محترم ومعزز کتاب قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ ''کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون'' ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ان الفاظ مبارکہ پر غور فرمائیں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد بندے کا تعلق اپنے محبوب حقیقی خدا تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب'' فرمایا کہ موت پل ہے ملاتا ہے حبیب کو حبیب سے۔ یعنی موت کے بعد بھی بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے دنیاوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اسی وقت آخرت کی زندگی شروع ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''الذی خلق الموت والحیوۃ'' وہ اللہ کریم جس نے پیدا فرمایا موت کو اور حیات کو۔ یعنی جیسے حیات ایک چیز ہے اسی طرح موت بھی ایک شئے ہے فقہ حنفی کی مستند کتاب درمختار میں فرمایا ''والموت صفۃ وجودیۃ خلقت ضد الحیوۃ'' موت بھی ایک وجودی صفت ہے جو کہ حیات کی ضد کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔

موت فنا کا نام نہیں بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہونے کا نام ہے اسی لئے موت کو

ولادت ثانیہ یعنی دوسری پیدائش کہا جاتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۷۶) اسی وجہ سے موت کو انتقال کہتے ہیں یعنی موت کے بعد انسان ختم نہیں ہوا بلکہ دوسرے جہان میں منتقل ہو گیا اور اس جہان کے مطابق اس کو حیات حاصل ہو گئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے، جنازہ اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔ (احمد، طبرانی بحوالہ شرح الصدور ص ۹۸)

سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے میت کو دفن کر کے واپس ہونے لگتے ہیں تو میت ان کی جوتیوں کی کھنکھناہٹ سنتی ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۷، مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۶، تسکین الصدور ص ۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ مقتولین بدر (کفار مکہ ابو جہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ) کے پاس کھڑے ہوئے اور ارشاد مبارک فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں (ان کفار کے نام لے لے کر پکارا) جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا آیا وہ تم نے پالیا، کیونکہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کے وعدہ کو سچا پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہاں فرق یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے؛ (شرح الصدور ص ۹۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ساتھ گئے جب قبرستان پہنچے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی حضور ﷺ کے قریب ہی بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے (ایک لمبی حدیث شریف بیان فرمائی جس میں) مومن اور کافر کی موت کا تذکرہ فرمایا؛ مومن کے بارے میں یہ ارشاد مبارک فرمایا کہ مومن کی موت کے بعد مومن کی روح کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں درج کرو۔ اور اس روح کو زمین کی طرف واپس لوٹا دو۔ کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اس میں ان کو لوٹاؤں گا اور اس سے دوسری مرتبہ نکالوں گا پھر اس کی روح (قبر میں) اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر اس سے سوالات کرتے ہیں "من ربک، ما دینک" آگے لمبی حدیث ہے اور اس حدیث شریف میں آگے حضور ﷺ نے کافر کی موت کا تذکرہ فرمایا؛ کہ کافر کی روح کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی کارگذاری اور نام وغیرہ سجین میں لکھ دو جو کہ ساتویں زمین میں ہے پھر اس کی روح وہاں سے پھینکی جاتی ہے پھر آپ ﷺ نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا اور اس کو پرندے اچک کر لے گئے یا ہوا نے گڑھے میں ڈال دیا اور پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اور اس سے سوالات کرتے ہیں "من ربک" آگے لمبی حدیث ہے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۱، تسکین الصدور ص ۳۹)

دوسری حدیث شریف میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عبد اللہ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں جس کے آخر میں رحمت عالم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ (مومن کی) اس پاکیزہ روح کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دو، اور اس کا وہ ٹھکانا جو جنت میں ہے اس کو دکھا دو اور اس پر عزت اور خوشی کی وہ چیزیں پیش کرو جو میں نے اس کے لئے تیار کی ہیں پھر اس کو زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں نے جس طرح ان کو زمین سے پیدا کیا ہے

اس طرح ان کو زمین کی طرف لوٹاؤں گا اور اس سے ان کو نکالوں گا، سو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ وہ روح وہاں سے نکلنے کو ایسا ناپسند کرتی ہے جتنا اس نے جسم سے نکلنے کو ناپسند نہیں کیا تھا اور وہ (روح) کہتی ہے کہ مجھے کہاں لے جاتے ہو کیا اس جسم کی طرف لے جاتے ہو جس میں میں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں یہی حکم ملا ہے اور تیرے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں پس اس کو نیچے اتار لاتے ہیں، اس اثناء میں کہ لوگ میت کے غسل اور کفن (دفن وغیرہ) سے فارغ ہو چکتے ہیں، پس وہ فرشتے اس کی روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیتے ہیں۔ (کتاب الروح ص ۶۱، ۶۲)

ان احادیث مطہرہ سے یہ معلوم ہوا کہ موت سے لے کر قبر میں آنے تک میت کے ساتھ جو روح کا تعلق اس[1] طرح ہے کہ جیسے رحمت عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کفار مقتولین جنگ بدر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہاں (موجودہ حیات میں) فرق یہ ہوا کہ یہ جواب نہیں دے سکتے کیونکہ اس وقت مومن کی روح علیین کی طرف اور کافر کی روح سجین کی طرف جاتی آتی ہے۔ مگر اس کا تعلق جسم سے ختم نہیں ہوتا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، دفن کرنے والے کو پہچانتی ہے مگر ہماری باتوں کا جواب نہیں دے سکتی، تو مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس میں روح واپس آجاتی ہے اور پھر وہ میت بیٹھ کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔

---

[1] حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ "اللہ یتوفی الانفس" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے کہ جب بیداری ہوتی ہے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے روح واپس آجاتی ہے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر ایک شعاع روح کی بدن میں رہتی ہے جس سے حیات باطل نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں تو یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے آج کل کے دور میں حساب کرنے والے کلکولیٹر ملتے ہیں جو سورج کی شعاعوں سے چلتے ہیں، اربوں میل دور سورج کی شعاع سے کلکولیٹر کو کنٹرول کیا جاتا ہے یعنی سورج کی شعاع کے تعلق سے وہ چلتا ہے، امریکہ نے ایک کار ایجاد کی ہے جو سورج کی شعاعوں سے چلتی ہے اللہ کریم نے یہ نظام حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی ایجاد فرما دیا تھا جس کو سائنس دان اب پہنچے ہیں تو معلوم ہوا کہ موت کے بعد جسم کے ساتھ روح کا تعلق اس شعاع کی قسم کا رہتا ہے، جس سے بقول رحمت عالم ﷺ میت غسل کرنے والے، اٹھانے والے، دفن کرنے والے کو جانتی پہچانتی ہے مگر ان لوگوں کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتی، چونکہ روح جسم میں نہیں مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے تو فرمایا رحمت عالم ﷺ نے جب میت قبر میں داخل ہو جاتی ہے تو روح اس میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر میت بیٹھ کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس وقت میت میں دوبارہ زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان ارشادات کی روشنی میں واضح ہے کہ موت کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کا بدن روح کا مکان نہیں کہ بدن فنا ہو جائے جلا دیا جائے یا دریا میں غرق ہو جائے تو بدن کے فنا ہونے سے روح بھی فنا ہو جائے بلکہ بدن کی ہیئت بدل جانے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن کے ساتھ رہتا ہے۔ (جواہر الغزالی ص ۲۶، رحمت کائنات ص ۴۵)

تو معلوم ہوا کہ بدن کی ہیئت بدل جانے کے بعد چاہے وہ جلانے کی صورت میں ذرات ہوں جیسے کفار کرتے ہیں یا حادثاتی طور پر کوئی مسلمان جل جائے یا جلا دیا جائے یا پانی میں غرق ہو جائے۔ یا کوئی جانور کھا جائے ہر حالت میں جیسی بھی ہیئت ہو روح کا تعلق اس ہیئت کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اللہ کریم قرآن پاک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں: "واذ قال ابرھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن، قال بلی ولکن لیطمئن قلبی، قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا، واعلم ان اللہ عزیز حکیم" (البقرۃ) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جو مسجد نبوی کی صفائی کرتی تھی وہ فوت ہوگئی، رحمت عالم ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی ایک روز حضور ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اس کی قبر دیکھ کر صحابہ سے فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؛ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ام محجن کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی جو مسجد میں کام کرتی تھی عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی پھر اس عورت کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے عورت کون سا عمل اچھا پایا؟ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ یہ سنتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہتی ہے بہترین عمل مسجد کی صفائی ہے۔ (شرح الصدور ص ۹۹)

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں کہ ایک صحابی ﷺ نے ایک جگہ کو خالی سمجھ کر اپنا چھوٹا سا خیمہ لگا دیا مگر اچانک اس جگہ سے ایک انسان کے سورۃ الملک پڑھنے کی آواز آئی جسے یہ سنتے رہے یہاں تک کہ سورت پوری پڑھی گئی جب حضور ﷺ کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "ھی المانعۃ المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر" (مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف) یہ سورت عذاب کو روکتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچالے گی۔

تو حضور ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ قبر میں راحت بھی ہے اور عذاب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرعون اور اس کی قوم کا ذکر فرماتے ہیں۔

"وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب" (المومن) اور الٹ پڑا فرعون اور اس کی قوم پر بری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھاتے ہیں ان کو صبح اور شام اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا) داخل کردو فرعونیوں کو سخت عذاب میں۔

(گزشتہ سطر کا حاشیہ) اور یاد کرو جب کہا (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے اے پروردگار میرے دکھلا مجھ کو کیسے زندہ کرے گا مردے فرمایا کہ تو یقین نہیں رکھتا کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہوجائے میرے دل کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑنے والے پھر ان کو ہلا لے (مانوس کرلے) اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا پھر بلا ان کو چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب کہ جانوروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور وہ مختلف مقامات پر رکھے گئے ہیئت تبدیل ہونے کے بعد زندہ کر دکھایا اور فرمایا کہ ہم زبردست حکمتوں والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہیں ان کے لئے کوئی مشکل بات نہیں رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے گناہوں کی وجہ سے اپنی جان پر بڑی زیادتی کی تھی جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے جلا کر میری راکھ کو خوب پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جو اور کسی کو اس نے نہیں دی، جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے ساتھ یہی کارروائی کی گئی اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کے تمام ذرات کو جمع کردے سو اس نے ایسا ہی کیا جب ذرات جمع کر دیئے گئے تو وہ آدمی تھا، جو کھڑا کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کارروائی تو نے کیوں کی اس نے عرض کیا کہ مولا کریم تیرے ڈر سے۔ تو اللہ کریم نے اسے بخش دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا میری راکھ آدھا حصہ خشکی میں اور آدھا حصہ دریا میں بکھیر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۵، واللفظ لہ مسلم ج ۲ ص ۳۵۶) ان احادیث مطہرہ میں کتنی زبردست وضاحت فرمائی ہے کہ ہر حالت میں حتیٰ کہ ذرات ہوجانے کے باوجود روح کا تعلق ان ذرات سے قائم رہتا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۴)

اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرمایا۔ ''اغرقوا فادخلو النارا'' وہ پانی میں غرق کر دئے گئے اور اس کے بعد آگ میں داخل کر دیئے گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ پہلے نوح علیہ السلام کی قوم دنیا میں پانی میں غرق کی گئی اور قبر میں آگ میں داخل کر دیئے گئے۔ (رحمت کائنات ص ۸۸)

گنہگار عذاب قبر میں قیامت تک کے لئے مبتلا کئے جاتے ہیں۔ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سید دو عالم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ دل لگی اور خوشی کی باتیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم تمام لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کرو تو تم اس طرح مسرتوں میں گم نہ ہو جاؤ پس موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، تمہاری قبریں روزانہ یہ بات کہتی ہیں کہ میں اجنبی گھر ہوں میں اکیلا رہنے والوں کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں،

جب ایمان دار بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ تو جب مجھ پر چلتا تھا تو مجھے دوسروں سے عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تھا، آج تو میرے پاس آ گیا ہے تو دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کس قدر شفقت اور محبت کا برتاؤ کرتی ہوں۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قبر کو تا حد نظر وسیع کر دیا جاتا ہے اور جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب کافر یا نافرمان بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید نہیں کہتی بلکہ یوں کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تب بھی تو مجھے برا محسوس ہوتا تھا، آج تو میرے حوالے کر دیا گیا ہے تو دیکھ لے گا کہ میں تجھے کیسے سزا دوں گی، پھر اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پھنس جاتی ہیں، یہ بیان کرتے ہوئے رحمت عالم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر لوگوں کو یہ بات دکھائی، اور فرمایا کہ اس پر ستر سانپ مقرر کئے جاتے ہیں جو اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ اگر ایک سانپ بھی زمین پر آ کر سانس لے تو کبھی بھی اس زمین پر سبزہ نہ اگے، وہ سانپ اس کو ڈستے رہیں گے اور کاٹتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا، سوا اس کے اور کوئی بات نہیں کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے باغ بن جاتی ہے اور یا آگ کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتی ہے۔ ''اعاذنا اللہ منہا''

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، باب البکاء والخوف)

مندرجہ بالا حدیث میں کفار اور عام مسلمانوں کے ساتھ قبر میں پیش آنے والے واقعات حضور ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اور قرآن شریف میں واضح طور پر شہداء کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ انعامات خداوندی پر خوش ہیں اور مہاجرین فی سبیل اللہ اور وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے راستے میں لگے ہوئے ہیں جیسے علماء دین پڑھانے والے اور پڑھنے والے اور دین کی تبلیغ کرنے والے ان کو موت کے بعد اللہ تعالیٰ عمدہ رزق عطا فرمائے گا ان کے بعد اولیاء کرام آئمہ مجتہدین تبع تابعین اور پھر ان سے بہت بلند مقام صحابہ کرام

پھر عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر خصوصاً خلفاء راشدین اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان حضرات کی کتنی بلند حیات ہوگی اور ان سب سے بلند و بالا حیات انبیاء علیہم السلام کی ہے کہ دنیاوی حیات اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی کہ وہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں خدا تعالیٰ کا عمدہ رزق کھاتے ہیں حج کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو وہاں آتے جاتے ہیں۔ جیسے کہ معراج شریف میں تمام انبیاء علیہم السلام مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں تشریف لائے اور سب نے رحمت عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور پھر آسمانوں پر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت آدم، حضرت یحییٰ، حضرت یوسف، حضرت ادریس، (علیہم السلام) سے ملاقات ہوئی قرآن پاک اور احادیث مطہرہ میں یہ ایسے واقعات ہیں جن سے موت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ موت ایک جہان دنیاوی سے دوسرے جہان آخرت میں منتقل ہونے کا نام ہے اور موت صرف ایک آن ہوتی ہے کہ اس کے فوراً بعد دوسرے جہان کی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دنیا میں کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ملنا شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے مندرجہ بالا ارشادات عالیہ ہمارے لئے حق اور سچ ہیں اور ان پر یقین کامل رکھنے کا نام ہی ایمان ہے جو حضرات ان ارشادات عالیہ کو اپنی ذات اور اپنی عقل پر پرکھتے ہیں ان کی عقل اور سمجھ کبھی بھی ان حقیقتوں کو نہیں پا سکتی ہمیں اللہ تعالیٰ اور رحمت عالم ﷺ کے ہر حکم کے آگے سر خم تسلیم کرنا چاہئے، چاہے کوئی بات ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت کے بعد میت اپنے غسل دینے والے، جنازہ اٹھانے والے، کفن دینے والے قبر میں رکھنے والے کو دیکھتی ہے اور جانتی پہچانتی ہے حق ہے حضور ﷺ نے کفار مقتولین بدر کے نام لے لے کر فرمایا کہ تم نے اپنے کئے کا بدلہ پالیا حالانکہ ان کے تن سر سے جدا تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے حق ہے۔

ام محجن سے فرمایا کون سا عمل اچھا پایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سنتی ہے؟ فرمایا کہ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے اور یہ کہتی ہے کہ بہترین عمل مسجد کی صفائی ہے حق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت اور دوزخ دکھائی ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، نہ جنت نہ دوزخ کو دیکھا حضور ﷺ نے جو ارشاد فرمایا حق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآن شریف اتارا ہے جبرائیل علیہ السلام لائے ہیں ہم نے جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا مگر رحمت عالم ﷺ کا فرمان حق ہے اور ان تمام باتوں کو بغیر دیکھے ماننے کا نام ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے شروع میں ہی قیامت تک کے لئے یہ شرط لگا دی کہ "الذین یؤمنون بالغیب" ایمان والے وہ لوگ ہیں جو غیب کی (ان دیکھی) باتوں پر (جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتلائیں ان پر) یقین رکھتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ فرما دیں، اس کو فوراً بلا چوں و چرا آمنا و صدقنا کہا جائے، اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مبارک طریقہ کے مطابق ایمان لایا جائے۔ جب سید عالم ﷺ نے واقعہ معراج شریف کفار کو بتایا کفار نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارے حبیب ﷺ آج نئی بات کہتے ہیں کہ میں نے

آسمانوں کی سیر کی، بیت المقدس میں انبیاء کی امامت فرمائی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تو سچ ہے۔ سبحان اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کو حضور ﷺ سے کتنی محبت تھی، حضور ﷺ کی ہر بات پر آمنا وصدقنا کہتے تھے نکتہ چینی نہیں کرتے تھے اور جس بات کا علم نہ ہوتا، "اللہ ورسولہ اعلم" کہتے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں، سبحان اللہ کتنے پیارے طریقے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تھے اور ان کو حضور ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ بات بات پر "فداہ ابی وامی یارسول اللہ" کہتے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ۔

حضور ﷺ جب وضو فرماتے تو صحابہ کرام اس وضو کے پانی کو زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتے تھے۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے۔ کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ لکڑی کے پیالہ میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا، حضور ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے برکت نامی عورت سے فرمایا (یہ عورت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کو حبشہ سے اپنے ساتھ لائی تھیں، پیالہ کے اندر کے پیشاب کا کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میں نے پی لیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہمیشہ کے لئے صحت مند ہو گئیں اے ام یوسف (ام یوسف اس خادمہ کی کنیت تھی) تو وہ کبھی بھی بیمار نہ ہوئی۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۵)

اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے عاشق صادق تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں نے رحمت عالم ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا، آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، تو بلاشبہ آپ ﷺ میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۵)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے اس قدر تبع تھے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تو آپ ﷺ کی آواز مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنی، ابھی وہ بنی غنم (جو کہ مسجد نبوی سے کافی فاصلہ پر ہے) میں تھے تو وہ وہیں بیٹھ گئے سبحان اللہ وہ کیسے پیارے اور حضور علیہ السلام کے ہر فرمان پر اپنی جان فدا کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور علیہ السلام کے ہر حکم کو بلاچوں وچرا ماننے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی ماننے کا نام ہی مسلمانی ہے۔ مسلمان کے معنی ہی یہ ہیں کہ اپنے اللہ اور رسول ﷺ کے ارشادات عالیہ کو تسلیم کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں "والذی جآء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون" (زمر) اور وہ لوگ جو سچائی لائے اور جنھوں نے تصدیق کی یہ سب لوگ متقی ہے۔

اور وہ نبی ﷺ جو سچائی کو لائے (اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ہر بات ہی سچ ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے اس کی تصدیق کی یہ سب لوگ متقی ہیں۔ اور فرمایا: "وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم" یارسول اللہ ﷺ ان ایمان والوں کو خوشخبری دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔

سبحان اللہ! یہ مرتبہ اس لئے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کو دل وجان سے تسلیم کیا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام کی طرح ہر بات کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنائے۔ آمین!

کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام اس وقت تک اپنے خمیر ہی میں تھے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک انھیں پیدا نہ فرمایا تھا۔ (احمد بیہقی، نشر الطیب ص ۸)

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا بوسیلہ رحمت للعالمین ﷺ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھالیا کہ جس سے منع فرمایا گیا تھا، تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا، اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجئے تو حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا، حالانکہ ابھی تک میں نے ان کو پیدا نہیں کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، کہ اے اللہ کریم میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسی ہی شخصیت کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا، حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد مبارک فرمایا، اے آدم علیہ السلام تم سچے ہو۔ حقیقتاً وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے عرض کی تو میں نے تمہاری مغفرت کردی۔ اور اے آدم علیہ السلام اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہیں۔ (بیہقی طبرانی بحوالہ نشر الطیب ص ۱۵)

فائدہ: اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کا نور پیدا فرماتے ہی تمام جہانوں کو پیدا فرمانے سے پہلے آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا دیا تھا اور سب سے پہلے رحمت اللعالمین ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً بخش دیا، تو سب سے پہلے حضور ﷺ کی رحمت حضرت آدم علیہ السلام پر ظاہر ہوئی اور قیامت تک کے لئے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرنے کا طریقہ حضرت آدم علیہ السلام نے بتلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبوب شئے نہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو اے آدم علیہ السلام میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا تو معلوم ہوا کہ ہر شئے محمد ﷺ کے لئے پیدا فرمائی گئی۔ کسی اللہ کے بندے نے دربار رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ۔

سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

اس حدیث شریف میں جھوٹے مدعیان نبوت کا قیامت تک کے لئے خاتمہ فرمایا کہ آپ ﷺ تمہاری اولاد میں سب انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہیں اور اگر صاحب بصیرت غور فرماویں جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف میں حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی قیامت تک کے لئے حل فرما دیا: کہ اسی وقت فرما دیا کہ اے آدم علیہ السلام محمد ﷺ آخری نبی ہیں یہ نہیں فرمایا کہ نبی بنیں گے بلکہ فرمایا کہ نبی ہیں۔ بلکہ مندرجہ بالا احادیث مطہرہ سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی۔ آپ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی اور آپ ﷺ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ ﷺ حیات ہیں صرف کیفیات میں فرق ہے۔ جسم اطہر کے ساتھ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی بلکہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے ہی آپ ﷺ کو نبوت مل چکی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان میں تھے۔ یعنی ان کے جسم اطہر میں جان بھی نہ آئی تھی۔ پھر دوسری کیفیت آئی کہ آپ ﷺ جسم اطہر کے ساتھ اس جہان میں تشریف لائے۔ پھر تیسری کیفیت ہوئی کہ آپ ﷺ نے اس جہان سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ تینوں حالتوں میں ہی نبی ہیں۔ یارب صل وسلم دائما ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم۔　　(ترمذی شریف، نشر الطیب ص ۸)

رحمت دو عالم ﷺ قیامت تک تمام انسانوں کے رسول ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" یا رسول اللہ ﷺ فرما دیجئے اے تمام انسانو (قیامت تک کے لئے) میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لئے! سبحان اللہ! اللہ پاک نے قیامت تک کے لئے فیصلہ فرما دیا کہ جب تک بھی کوئی ایک انسان دنیا میں موجود ہے اس وقت تک آپ تمام انسانوں کے رسول ہیں اور آخرت میں بھی ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے رسول ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔" واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لمآ اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جآءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین "

اور جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء علیہم السلام سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا، کتاب اور اس کا علم پھر جب آئے تمہارے پاس کوئی رسول کہ تصدیق کرے تمہارے پاس والی کتاب کی تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا، اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا، تمام انبیاء علیہم السلام نے عرض کیا، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو اب گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

معارف القرآن میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد تمام انبیاء علیہم السلام سے صرف رحمت للعالمین ﷺ کے بارے میں لیا تھا کہ اگر وہ ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی تائید ونصرت کریں۔ اور اپنی اپنی امتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔　　(معارف القرآن)

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو کتاب اللہ (قرآن کریم) اور تمہارے نبی (ﷺ) کے احکام پر فیصلے کریں گے۔　　(تفسیر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ)

محشر میں شفاعت کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرانا اور سب انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ کو امام تسلیم کرنا یہ اسی عہدہ کا پورا کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام حیات ہیں اور انہوں نے اپنا عہد پورا کرنے کے لئے حضور ﷺ کی امامت میں نماز پڑھی رحمت للعالمین ﷺ جب جنگ تبوک سے مدینہ منورہ واپس تشریف

لائے تو حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس ﷛ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجازت دیجئے کہ آپ ﷺ کی مدح بیان کروں۔

آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے تو انہوں نے یہ اشعار حضور ﷺ کے سامنے پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجسم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهیمن من خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء وفی النور سبل الرشاد نخترق

زمین پر تشریف لانے سے پہلے آپ ﷺ جنت کے سایہ میں خوش حالی میں تھے۔ اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ ﷺ صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور زمین پر تشریف لانے سے پہلے جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ ﷺ بھی جنت میں تھے (جیسا کہ اس آیت کریمہ فمستقر و مستودع کی تفسیر میں حضرت شیخ الہند ﷫ مجاہد ﷫ سے نقل کرتے ہیں کہ مستقر سے مراد ماں کا رحم اور مستودع سے مراد باپ کی صلب ہے اور پتوں کا جوڑنا اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے اس گندم کے منع کیے ہوئے درخت سے کھالیا تو آپ سے جنت کا لباس اتر گیا، تو آپ جنت کے درختوں کے پتے ملا ملا کر جسم کو ڈھانکتے تھے) اور اے رحمت للعالمین ﷺ اس وقت بھی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ صلب آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر تشریف لائے اور آپ ﷺ اس وقت نہ بشر تھے نہ مضغہ اور نہ علق بلکہ آدم علیہ السلام کی صلب میں ایک مادہ تھے کہ وہی مادہ کشتی نوح علیہ السلام میں سوار تھا، اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اس کے ماننے والے طوفان میں غرق ہو رہے تھے اور آپ ﷺ صلب نوح علیہ السلام میں تھے آپ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو محفوظ رکھا۔ اسی طرح آپ ﷺ واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے صلب تک منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں نار خلیل میں بھی ورود فرمایا، اور آپ ﷺ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی برکت سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے محفوظ رکھا، پھر اسی طرح آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خاندانی شرف جو کہ آپ ﷺ کی فضیلت پر شاہد و ظاہر ہے آپ ﷺ سب سے بلند خاندان میں دنیا میں تشریف لائے اور تمام عالم روشن ہو گیا سو ہم سب رحمت للعالمین ﷺ کے نور ہدایت کے

ا حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت نے رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت سے طوفان سے نجات پائی۔ اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ رکھا۔

راستوں کو ہی قطع کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۲)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ تمام اشعار سنے تو یہ تمام مضامین امت کے لئے حجت ہو گئے۔ (نشر الطیب ص ۱۲)

رحمۃ للعالمین ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب میں یہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بر ہے ان کو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا، ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے قیلہ سے نکاح کیا، ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور ان سے حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اور حضرت عبد المطلب کی پیشانی سے حضور ﷺ کا نور چمکتا تھا اور جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی، اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر پر لے جاتے تھے اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی ﷺ رحمت کی بارش عطا فرماتے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہے کہ جب آپ ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ ﷺ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ (مواہب، نشر الطیب ص ۲۳)

اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے اور اس میں یہ بھی آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔''وکذالک امھات الانبیاء یرین'' یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ (طبرانی شریف، بیہقی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں آرہا تھا جس شب میں حضور ﷺ پیدا ہوئے اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جس کا لقب مہر نبوت ہے چنانچہ قریش نے تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبد المطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ ﷺ کی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپ ﷺ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا، جب اس یہودی نے وہ نشانیاں دیکھیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی۔ اے گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی۔ روایت کیا اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے یہ فتح الباری میں کہا ہے کذا فی المواہب۔ (نشر الطیب ص ۲۷)

رحمۃ للعالمین ﷺ کا خاندانی شرف

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ﷺ ہوں عبداللہ کا بیٹا

اور عبدالمطلب کا پوتا، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا، یعنی انسان بنایا، پھر انسانوں میں دو فرقے پیدا فرمائے، عرب اور عجم، مجھ کو اچھے فرقے عرب میں پیدا فرمایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں پیدا فرمایا، یعنی قریش میں، پھر قریش میں کئی خاندان بنائے۔ اور مجھ کو سب سے اعلیٰ خاندان بنی ہاشم میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور میں خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔ (مشکوۃ شریف، ترمذی شریف)

رحمت اللعالمین ﷺ کی خاندانی پاکیزگی

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک سفاح (بدکاری) کا کوئی لوث مجھ کو نہیں پہنچا۔ یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی ہے میرے آباؤ امہات سب اس سے محفوظ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔ (طبرانی شریف، مواہب لدنیہ، نشر الطیب ص ۱۸)

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک کہیں بھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے جس قربت کو میرے نسب میں دخل بھی نہ ہو۔ مثلاً حمل نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی۔ یعنی آپ ﷺ کے تمام مرد و عورتیں ہمیشہ برے کام سے پاک رہے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفیٰ و مہذب منتقل کرتا رہا، جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم) میں بہترین شعبے میں رہا۔ (مواہب، نشر الطیب ص ۱۹)

رحمت دو عالم ﷺ سب سے افضل ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا، میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہ دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ (طبرانی شریف، مواہب، نشر الطیب ص ۱۹)

کسی اللہ کے بندے نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے الفاظ کو فارسی میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر وماہ ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے تمام جہان پھرے، بہت بہت خوبیوں والے لوگ دیکھے لیکن آپ ﷺ کی ذات اقدس سب سے نرالی ہے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

رحمت اللعالمین ﷺ کے نام مبارک کی فضیلت

اللہ کریم و رحیم نے اپنے پیارے مکرم و معظم لاڈلے محبوب کا اسم مبارک محمد ﷺ رکھا دنیا میں اور احمد ﷺ رکھا آسمانوں میں، حضور اقدس ﷺ کے پیارے صحابی حضرت حسان بن ثابت ؓ ارشاد فرماتے ہیں۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذ العرش محمود و ھذا محمد

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک سے محمد ﷺ کا نام مبارک نکالا، عرش کا مالک محمود اور اپنے حبیب پاک ﷺ کا نام مبارک محمد رکھا (ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "من انه اذا كان يوم القيامة نادى مناد الا ليقم من اسمه محمد او احمد وليدخل الجنة كرامة لمحمد ﷺ" قیامت کے دن اللہ کا منادی فرشتہ اعلان کرے گا کہ خبردار جس کسی کا نام محمد (ﷺ) یا احمد (ﷺ) ہے وہ کھڑا ہو اور جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ اعزاز ہے حضور ﷺ کی وجہ سے دونوں اسم مبارک کتنے پیارے ہیں، جن کی برکت سے حضور ﷺ کی امت کے بے شمار لوگ جنت میں چلے جائیں گے۔

حضور ﷺ کی رفعت شان

محمد ﷺ کا معنی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، اور احمد ﷺ کے معنی ہیں کہ جس کی خدا تعالیٰ خود سب سے زیادہ تعریف فرمائے، جس کی اللہ تعالیٰ تعریف فرمائے کسی بشر کے بس میں نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی شان کے مطابق تعریف کر سکے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس

حضور ﷺ پر خدا تعالیٰ کی تعریف فرمانا ختم ہے جیسے حضور ﷺ نے اپنے رب کی تعریف فرمائی دنیا کا کوئی بھی شخص ایسی تعریف نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی جو تعریف بیان فرمائی وہ خدا تعالیٰ پر بس ہے حضور ﷺ کی شان کے مطابق کوئی بھی شخص تعریف نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔"ورفعنا لك ذكرك" اے پیارے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جہاں اذان نہ ہو رہی ہو چونکہ ہر جگہ کی وقت کی کمی بیشی ہے اور ہر جگہ اذان دینے والا باآواز بلند کہتا ہے۔

"اشهد ان محمد رسول الله" میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس اعلان میں جو کہ دنیا کے کونے کونے پر ہر لمحہ ہوتا رہتا ہے حضور ﷺ کی کتنی شان بلند ہے سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے شان بلند

ل دیکھئے حضور ﷺ کے نام پاک میں کتنی برکت ہے کہ بے شمار امت اس مبارک نام کی وجہ سے جنت میں اللہ تعالیٰ داخل فرمائیں گے، لیکن موجودہ دور میں ہم نے اپنے ناموں کے ساتھ سید دو عالم ﷺ کا مبارک نام لینا چھوڑ دیا ہے، اگر کسی کا نام محمد طاہر ہے اور باپ کا نام محمد شفیع ہے تو بجائے محمد طاہر کے وہ آج کل طاہر شفیع بن گیا ہے اور اگر کسی کا نام محمد فاروق ہے اور باپ کا نام محمد عبداللہ تو وہ اس دور میں فاروق عبداللہ بن گیا ہے حضور ﷺ کے اسم مبارک سے باپ کے نام کو زیادہ ترجیح دی جانے لگی ہے جو اسم مبارک اسلام کی نشانی تھا وہ چھوڑ دیا، حالانکہ عیسائی ابھی تک اپنے نام کے ساتھ مسیح بولتے اور لکھتے ہیں، ہندو اپنے نام کے ساتھ رام بولتے اور لکھتے ہیں اور سکھ اپنے نام کے ساتھ سنگھ لکھتے اور بولتے ہیں۔ افسوس صد افسوس ہے ہمیں اپنے مسلمانوں پر کہ غیر مسلم تو اپنے بڑوں کے ساتھ اپنی نسبت قائم رکھیں حالانکہ دنیا میں اور آخرت میں انہیں وہ نسبت کام نہ دے گی لیکن حضور ﷺ کی نسبت ہر جگہ کام دے گی اس کے باوجود ہم اس اسم مبارک سے محروم ہوتے جاتے ہیں۔ ہمارے اکابرین میں سے بے شمار لوگ ایسے گذرے ہیں جو کہ پشت در پشت کہ باپ کا نام بھی محمد اور بیٹے کا نام بھی محمد تھا اور یہ اس لئے ہے کہ ان کو اس نام کی عظمت اور قدر معلوم تھی۔

فرمانے کا کتنا عظیم اہتمام فرمایا، اپنے محبوب ﷺ کے لئے اور اس اعلان میں ہر اذان دینے والا دو بار یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور قیامت تک یہی کہتا رہے گا۔ آج تک کسی اذان دینے والے نے یہ نہیں کہا اور نہ ہی قیامت تک کوئی بھی اذان دینے والا یہ کہے گا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے بلکہ یہی کہے گا "اشھدان محمدا رسول اللہ" میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس اعلان سے جو کہ قیامت تک ہوتا رہے گا کتنی عظیم وضاحت ہے کہ حضور ﷺ حیات ہیں۔ قیامت تک کے لئے خداوند تعالیٰ نے بے شمار مخلوق کو اس اعلان کرنے پر مقرر فرمادیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وضم الله اسم النبی الی اسمه اذا قال فی الخمس المؤذن اشهد

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام مبارک اپنے نام کے ساتھ ملایا جب مؤذن پانچوں وقت "اشھدان لا الہ الا اللہ" کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی "اشھدان محمدا رسول اللہ" کا بھی اعلان کرتا ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۸۸)

حضور ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا" الا وانا حبیب الله ولا فخر وانا حامل لوآء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر وانا سید ولد آدم یوم القیامة واول من تنشق عنه القبر واول شافع واول مشفع" فرمایا یادرکھو میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کا جھنڈا قیامت کے دن اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد ہوگی اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں اور میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میری ہی قبر سب سے پہلے کھولی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور فرمایا۔ "انما انا رحمة مهداة" میں اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہوں جو اس نے تمام مخلوق کو عطا فرمائی۔ اور فرمایا "انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی" میں محمد (ﷺ) ہوں اور میں احمد (ﷺ) ہوں اور میں مٹانے والا ہوں اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں سب لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے۔ (بخاری شریف)

اور فرمایا۔ وانا اکرم الاولین والاخرین علی الله ولا فخر" میری عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب پہلے اور پچھلے لوگوں سے زیادہ ہے اور یہ کوئی غرور کی بات نہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجهک المنیر لقد نور القمر

اے بے حد وحساب حسن وجمال کے مالک اور تمام انسانوں کے سردار۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور نے چاند کو منور فرمادیا،

لا یمکن الثناء کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کر سکے جیسا کہ اس کا حق ہے خدا بزرگ وبرتر کے بعد آپ ﷺ ہی کی ذات والا صفات ہے۔ اللھم سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ"

آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد مبارک فرماتے ہیں: "وما ارسلنک الا رحمة للعالمین" اے

پیارے نبی ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہ رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت دنیا و آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے دنیا میں تو آپ ﷺ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔ دنیا میں کافروں کو بھی حضور ﷺ کی رحمت سے قرب قیامت تک نفع ملتا رہے گا ان کی صورتیں مسخ نہ ہوں گی، سابقہ امتوں میں اگر کوئی گناہ کرتا تھا تو اس کی صورت مسخ ہو جاتی تھی، مگر رحمت دو عالم ﷺ کی برکت سے قرب قیامت تک صورتیں مسخ نہ ہوں گی۔ اور اس کے علاوہ بے شمار فوائد کفار کو بھی نصیب ہوئے حضور ﷺ رات دن تمام کفار کے لئے ہدایت کی دعائیں مانگتے اور ہر وقت ان کو دین کی طرف بلاتے حالانکہ طائف شریف میں کفار نے رحمت اللعالمین ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ حکم فرمائیں تو ان تمام کفار کو ابھی دونوں طرف کے پہاڑوں کو ملا کر ختم کر دیا جائے یا جو سزا آپ تجویز فرمائیں ان کو دی جائے حضور ﷺ کی رحیم و کریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور رحمت اللعالمین ﷺ نے بجائے بددعا کے ان کے لئے دعا فرمائی۔

''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون'' اے میرے پیارے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرمایئے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ کتنی ہمدردی فرمائی آپ ﷺ نے کفار کے ساتھ اور رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا۔ ''والذی نفسی بیدہ لا قتلنھم ولا صلبنھم ولا ھدینھم وھم کارھون انی رحمۃ بعثنی اللہ ولا یتوفنی حتی یظھرہ اللہ دینہ''

رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور ان کو قتل کروں گا اور میں ان کو سولی چڑھاؤں گا اور میں ضرور (ہر طرح سے) ان کو راہ راست پر لاؤں گا۔ حالانکہ وہ اس دین کو پسند نہیں کرتے بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے وفات نہ دیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ دین غالب نہ ہو جائے، (ابن کثیر رحمہ اللہ) تو رحمت اللعالمین ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں ہر طریقہ سے کفار کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں گا جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کریں، کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کے بھیجا ہے تو حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہونے کی وجہ سے رات دن اس کوشش میں لگے رہتے کہ کوئی بھی کافر نہ رہے، سب مسلمان بن جائیں اور اس لگن میں اتنے بے چین رہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین'' اے محبوب ﷺ کیا آپ ﷺ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر یہ کافر ایمان نہ لائے۔ تو رحمت اللعالمین ﷺ رات دن اسی غم[1] اور فکر میں رہتے کہ کوئی کافر نہ رہے سب ایمان والے بن جائیں اور جہنم سے بچ جائیں اور آپ ﷺ مسلمان کے لئے تو ہر حالت میں ہی رحمت ہیں دنیا میں موت کے وقت قبر میں حشر میں جنت میں آپ ﷺ ہر جگہ رحمت اللعالمین ہیں۔ دنیا میں آپ ﷺ کی رحمت سے دولت ایمان نصیب ہوئی موت کے وقت کلمہ نصیب ہوگا اور قبر میں رحمت اللعالمین ﷺ کی شکل مبارک دکھائی جاتی ہے حدیث شریف میں ہے۔ ''فیقولان لہ ما ھذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول ھو رسول اللہ'' اہل قبر سے سوال کیا جاتا ہے یہ کون مرد ہیں جو تم میں بھیجے گئے تو

[1] ہم مسلمانوں نے حضور ﷺ کا یہ غم اور فکر بالکل ہی چھوڑ دیا ہے کہ غیر مسلموں کو دین کی تبلیغ کریں جیسے یہ صرف حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کام تھا۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے آپس کے خواہ مخواہ کے جھگڑے جن سے مسلمان بھی دین سے بیزار ہو رہے ہیں فوراً چھوڑ کر آپس میں محبت و اتفاق پیدا کرنا چاہئے اور تفرقہ بازی ختم کرنی چاہئے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے ہی میں نجات ہے۔

مومن جواب دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ﷺ۔

پھر اس حدیث میں آگے ارشاد ہے۔ ’’فینادی مناد من السمآءان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوح من الجنۃ وافتحوا لہ بابا الی الجنۃ‘‘ پھر آسمان سے ندا آتی ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کا اوڑھنا بچھونا جنت سے کر دو اور جنت کی طرف سے اس کے لئے دروازے کھول دو۔

اور حشر میں رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت کا اظہار اس وقت ہوگا، جب تمام مخلوق حساب و کتاب کے لئے پریشان ہوگی سوا نیزے پر سورج ہوگا، گرمی کی شدت ہوگی لوگ پسینہ میں غرق ہوں گے نفسی نفسی کا عالم ہوگا لوگ پریشانی کے عالم میں انبیاء علیہم کی خدمت میں سفارش کے لئے حاضر ہوں گے تمام انبیاء علیہم انکار فرماویں گے آخر میں سب لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے حضور ﷺ کی سفارش سے حساب و کتاب شروع ہوگا اور اس اذیت ناک عذاب سے نجات ہوگی، جنت میں بھی داخلہ ایمان والوں کو رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت دولت ایمان جس کے لئے رحمت دو عالم ﷺ نے رات دن کوشش فرمائی کے سبب سے ہوگا؛ آپ ﷺ کی رحمت کا حصہ مومن کو ہر مقام پر نصیب ہوتا ہے اور ہوگا، اللہ تعالیٰ تمام ایمان والوں کو رحمت اللعالمین کی رحمت سے وافر حصہ نصیب فرمائے۔ آمین!

اسلام کی بنیاد عقیدہ حیات النبی ﷺ

’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ نہیں کوئی معبود سواء اللہ تعالیٰ کے محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔

سب سے پہلی بنیاد: ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کی گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (بخاری شریف)

آپ ﷺ کی رسالت کا موجود ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دائمی حیات عطاء فرمائی ہے آپ ﷺ کے حیات النبی ﷺ ہونے کا کلمہ طیبہ قیامت تک اعلان کرتا رہے گا۔ آج بھی جو شخص کلمہ طیبہ پڑھے یا قیامت تک جو شخص بھی مسلم ہو یا غیر مسلم اسلام میں داخل ہو، جب تک وہ اسلام کی بنیاد اول کلمہ طیبہ نہیں پڑھے گا اور دل و زبان سے اقرار نہیں کرے گا قطعاً مسلمان نہ ہوگا؛ مسلمان ہونے کے لئے یا اسلام قبول کرنے کے لئے کلمہ طیبہ کا پڑھنا اور اس کا اقرار کرنا شرط اول ہے اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جزء کا ترجمہ ہی یہی ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، اب نہیں ہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا، ہمارے تمام اسلاف و اکابرین کا یہی عقیدہ ہے جو کہ تفصیل کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر موجودہ دور تک کے علماء کے عقائد کی شکل میں آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے اور یہی عقیدہ علماء دیوبند کا ہے آپ کو آئندہ صفحات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ علماء دیوبند کا عقیدہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین، آئمہ مجتہدین اولیاء کرام و علماء امت کے عین مطابق ہے اور یہی علماء صحیح راستہ کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں ان میں نہ افراط ہے کہ کسی بات کو حضور ﷺ صحابہ کرام، تابعین، آئمہ مجتہدین کے فرمان عالیہ سے زائد بڑھایا جائے اور نہ تفریط ہے کہ کسی بات کو حضور ﷺ صحابہ کرام، تابعین مجتہدین کے فرمان عالیہ سے کم کیا جائے اس مبارک طریقہ میں نہ زیادتی ہے نہ کمی ہے بلکہ متوسط طریقہ ہے جس کے متعلق رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

طریقہ پر ہوگا، آپ کو آئندہ صفحات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ گروہ علماء دیوبند رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر ہے بلکہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ہی خود رحمت للعالمین ﷺ کے لگائے ہوئے نشانوں پر رکھی گئی ہے۔

علماء دیوبند نے کتاب المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند لکھ کر قیامت تک کے لئے اپنے عقیدہ کا اعلان کر دیا ہے اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ حضور ﷺ کے ارشاد مبارک ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں (فیض الباری شرح بخاری ص ۱۱) کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد مبارک فرماتے ہیں ''ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاآیھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما'' بے شک[1] اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں (آگے اللہ تعالیٰ حکماً ارشاد فرماتے ہیں) اے ایمان والو درود بھیجو نبی ﷺ پر اور سلام بھیجو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اور اس کا ایسا عمدہ اور بہترین طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی انتخاب فرمایا کہ ہر لمحہ مسلمان خود بخود رحمت للعالمین ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔

نماز میں درود و سلام پڑھنا واجب کر دیا کہ جب تک کوئی بھی مسلمان نماز میں درود و سلام نہ پڑھے گا اس کی نماز مکمل نہ ہوگی اور وقت کی کمی بیشی کے باعث کوئی ساعت ایسی نہ رہی کہ جس میں مسلمان نماز نہ پڑھتے ہوں اور ہر نماز میں درود و سلام پڑھنا ضروری کر دیا کہ کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گذرے کہ جس میں میرے پیارے محبوب ﷺ پر درود و سلام نہ پڑھا جائے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر (روضہ اطہر) پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو کہ فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ (القول البدیع، فضائل درود شریف ص ۱۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔
(نسائی شریف، فضائل درود شریف ص ۱۸)

دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی عمارت نودرہ کی بنیاد سید دو عالم ﷺ کے فرمان عالی اور نشان زدہ خطوط پر رکھی گئی تاریخ دیوبند میں مفصل واقعہ تحریر ہے اور دارالعلوم دیوبند کے ترانہ میں یہ اشعار موجود ہیں۔

خود ساقی کوثر ﷺ نے رکھی مے خانے کی بنیاد یہاں ۔۔۔ تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں
(رحمت کائنات ص ۲۶۴)

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں سید دو جہاں ﷺ کی زیارت ہوئی۔ رحمت دو عالم ﷺ مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے ایک بڑا ہجوم

[1] اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا نبی ﷺ پر رحمتیں نازل فرمانا ہے فرشتوں اور انسانوں کا درود بھیجنا حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرنا مراد ہے اسی طرح سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ پر سلامتی نازل فرمانا ہے اور فرشتوں اور انسانوں کا سلام بھیجنا نبی ﷺ کے لئے سلامتی کی دعا کرنا مراد ہے۔

لوگوں کا سامنے ہے لوگوں کے پاس چھوٹے اور بڑے برتن ہیں رحمت اللعالمین ﷺ سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ (تاریخ دیوبند)

بزرگوں نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ کنوئیں سے مراد دارالعلوم دیوبند ہے دودھ سے مراد حضور رحمت للعالمین ﷺ کی شریعت مطہرہ کے علوم ہیں جو کہ خود رحمت للعالمین ﷺ اپنے وارثوں کے ذریعہ سے (حضور ﷺ نے فرمایا ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) قیامت تک اس دارالعلوم سے تعلیم حاصل کرنے والوں کے برتن دودھ علم شریعت سے بھر رہے ہیں سبحان اللہ۔

سید دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر (روضہ اطہر) کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دور دراز سے درود شریف پڑھتا ہے وہ بذریعہ ملائکہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ (بیہقی شریف)

تو جس وقت بھی چاہے نماز میں درود و سلام پڑھا جائے یا نماز کے علاوہ اگر روضہ اطہر کے پاس پڑھا جائے تو رحمت اللعالمین ﷺ خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرمائے ہوئے ہیں جو فوراً حضور ﷺ کے حضور پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے (یعنی زیادہ سے زیادہ) درود شریف پڑھا کرو اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ درود شریف اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی، حضور ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا ہاں انتقال کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

حضور رحمت اللعالمین ﷺ نے مندرجہ بالا ارشادات فرما کر قیامت تک کے لئے اپنی تمام امت کو تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کے سلسلہ میں زبردست وضاحت بیان فرما دی اور قربان جائیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے کتنی وضاحت کے ساتھ سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی، رحمت اللعالمین ﷺ نے کتنی وضاحت کے ساتھ ارشاد مبارک فرمایا، ہاں انتقال کے بعد اور مزید وضاحت فرمائی کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے آپ ﷺ نے اس پر بس نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ رزق دیا جاتا ہے سبحان اللہ رزق کے لئے جسم اور روح دونوں کی حیات لازمی ہے ورنہ رزق نہیں کھایا جا سکتا۔ ان واضح ارشادات عالیہ کے ہوتے ہوئے جو کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے اس کے خلاف گفتگو کرنا تو درکنار ان میں ذرا سا وہم یا شبہ کرنا، گویا حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کا انکار کرنا ہے۔ جس سے ایمان کے ہی چلے جانے کا خطرہ ہے کیونکہ رحمت اللعالمین ﷺ کے ارشادات عالیہ پر یقین رکھنے کا نام ہی ایمان ہے۔

شب معراج شریف میں رحمت اللعالمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گزر ہوا، موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے (فیض الباری)

اور ایک موقعہ پر حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا، کہ میں موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ''لبیک اللھم لبیک'' کہہ رہے ہیں (مسلم شریف)

محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ انبیاء علیہم السلام

اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔　　(عقیدۃ السلام ص ۲۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ الروحا کے علاقہ سے ستر انبیاء علیہم السلام پیدل بیت اللہ شریف کے حج کے ارادہ پر تشریف لے گئے جنہوں نے عبا پہنے ہوئے تھے۔

(التعرف ص ۲۲، رحمت کائنات ص ۱۷۲)

ان احادیث مطہرہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں نزدیک سے صلوۃ وسلام بھی سنتے ہیں، رزق بھی کھاتے ہیں حج بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں چاہیں جا آ بھی سکتے ہیں جیسے کہ معراج شریف کے موقعہ پر مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ رحمت اللعالمین کے اس جہان سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام امت کا یہ طریقہ رہا ہے جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام لوگ رحمت اللعالمین ﷺ کے روضہ مطہرہ کے پاس باادب طریقہ سے اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ ہم سید الانبیاء ﷺ کے حضور حاضر ہیں اور حضور ﷺ ہمیں دیکھ رہے ہیں ہماری معروضات سن رہے ہیں صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں اور اس حاضری کے متعلق رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ ''قولہ ﷺ من جآءنی زائر الا تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کی نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں۔　　(المصدر ص ۲۵)

اس بات پر غور فرماویں کہ رحمت اللعالمین ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ جو میری زیارت کو آیا۔ تو آپ خود سوچیں کہ زیارت کس کی ہوتی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری زیارت کو آیا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ حاضر ہونے والا یوں کہے کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی کیونکہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔　　(وعظ التبلیغ نمبر ۳ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ، مقام حیات ص ۲۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے حضور ﷺ کے حضور حاضر ہو کر عرض کرتے ''السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا ابابکر، السلام علیک یا ابت''

(رسائل ابن تیمیہ ص ۱۶۳، ۳۹۰، رحمت کائنات)

یہ سلام عرض کرنے والے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جب بھی مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں گویا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ تینوں حضرات سلام سنتے ہیں اور حیات ہیں، سبحان اللہ!

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سلام پیش کر کے اپنے عمل سے قیامت تک کے لئے حیات النبی ﷺ اور حیات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو ثابت کر دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس عقیدہ کے خلاف تمام شکوک وشبہات رفع فرما دیئے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ مبارک میں حضور ﷺ آرام فرما ہیں۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پردہ فرمانے کے بعد اس کمرہ میں ام المومنین بغیر پردہ کے تشریف لاتی تھیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پردہ فرمانے کے بعد کمرہ میں باپردہ تشریف لاتی تھیں، چونکہ پہلے خاوند اور والد

تھے، جن سے کوئی پردہ نہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے بعد پردہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ حضرات دیکھتے ہیں قبر ان حضرات کے سامنے حجاب نہیں ہے، سبحان اللہ!

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ "لیھبطن ابن مریم عدلا واماما مقسطا ویسلکن فجا حاجا او معتمرا ولیاتین قبری حتی یسلم علیّ ولاردنّ علیہ" (رواہ ابوہریرہ اخرجہ الحاکم وصحح عقیدۃ الاسلام ص ۲۲)

محدث کبیر استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف کو اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام میں درج فرما کر یہ بتایا ہے کہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے سبحان اللہ۔ اس حدیث شریف کے ترجمہ پر غور فرمائیں کہ اس میں رحمت اللعالمین ﷺ نے کتنے مسائل حل فرما دیئے۔

فرمایا حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم کا بیٹا ضرور آسمان سے اترے گا وہ انصاف اور عدل والا پیشوا ہوگا اور وہ دور دراز کے راستہ سے سفر کر کے حج یا عمرہ کے لئے آئے گا اور پھر وہ ضرور میری قبر (روضہ اطہر) پر بھی آئے گا یہاں تک کہ مجھے سلام کہے گا اور میں ضرور اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

۱...... فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے، مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسیٰ کہتے ہیں فرمایا کہ حضرت مریم کا بیٹا ہوگا۔ مرزائیوں کا سارا جھوٹ قیامت تک ختم فرمایا۔

۲...... اور فرمایا کہ وہ دور دراز (دمشق) سے سفر کر کے حج یا عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے۔

۳...... پھر مدینہ منورہ حضور ﷺ کے حضور سلام عرض کرنے کے لئے حاضری دیں گے، اور حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے۔

۴...... آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب عنایت فرمائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے حاضر ہونا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور آپ ﷺ کے حضور سلام عرض کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے سلام کا جواب دوں گا، تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ حاضر ہونے والے کا سلام سنتے ہیں، اور جواب عنایت فرماتے ہیں اور اسے جانتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی الانبیاء ﷺ کی شان مبارک کی بلندی کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ حضور ﷺ کے شہداء امتیوں کے لئے اللہ کریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن پاک میں جس سے زیادہ عزت والی کوئی کتاب نہیں علی الاعلان قیامت تک کے لئے ارشاد مبارک فرما دیا۔

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء ولکن لا تشعرون" اور مت کہو ان کو جو قتل کئے گئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں اور فرمایا۔ "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیآء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتٰھم اللہ من فضلہ" اور آپ ان لوگوں کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے گئے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہیں اس انعام پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اپنے فضل سے۔

کتنی بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ خیال دل میں نہ لانا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہونے والا مردہ ہے بلکہ فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ شہدا خدا تعالیٰ کے انعام واکرام پر خوش ہیں سبحان

اللہ ! یہ تو شان ہے سید الانبیاء ﷺ کے امتیوں کی چاہے وہ امتی کتنا ہی گناہ گار ہو، شہادت پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس کو یہ انعام واکرام ہے کہ دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے رزق دیا جاتا ہے اور ہر لحہ کی خوشی اور راحت ہے تو مخصوص لوگ، حفاظ قرآن شریف، علماء کرام، اولیاء عظام، تابعین، صحابہ کرام، اہل بیت انبیاء عظام، خلفاء راشدین، ان کی برزخی زندگی کتنی عظیم ہوگی اور خدا تعالیٰ نے ان کے لئے کتنے کتنے بلند اعزاز واکرام رکھے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ جب رحمت دو عالم ﷺ جنگ احد سے واپس لوٹے تو حضرت مصعب بن عمیر اور دوسرے صحابہ کرام ؓ کی قبور کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تم زندہ ہو اللہ کے ہاں (اور اپنے ساتھی صحابہ ؓ سے فرمایا) پس تم ان کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کہا کرو قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص انہیں سلام کہے گا یہ جواب دیں گے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا۔
(اخرجہ الحاکم وصححہ والبیہقی)

قربان جائیں خاتم النبیین ﷺ کے کتنے واضح الفاظ میں شہداء صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم زندہ ہو اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں سبحان اللہ ! جس بات کی حضور ﷺ تصدیق فرمادیں، شہادت دیں اور اللہ تعالیٰ اس بات کا اعلان قرآن پاک میں کریں کہ شہداء زندہ ہیں اور پھر قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو بھی ان کو سلام کہے گا یہ اس کو جواب دیں گے۔

یہ تو شان ہے سید الانبیاء ﷺ کے امتیوں کی کہ رحمت دو عالم ﷺ کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد ان کو یہ سعادت نصیب ہوئی اور ان سب سے بلند و برتر انبیاء علیہم السلام ہیں اور پھر سب انبیاء علیہم السلام سے ارفع و اعلیٰ مقام تو ہمارے آقا و مولا سید الرسل خاتم النبیین ﷺ کا ہے جن کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

تو سید الانبیاء ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا انعام واکرام اور مہربانیاں اپنے پاس رکھی ہیں وہی جانتے ہیں کہ جن کی خاطر یہ سب جہان بنائے اور سارے عالم ان کے طفیلی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں ''زمین و زمان را بطفیل او خلق فرمودہ است'' ہر شئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے طفیل پیدا فرمائی۔ بلکہ یہ ارشاد مبارک فرمایا: وچوں وجود آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد، بلکہ فوق ایں عالم باشد، ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف تر است، وچوں لطیف تر از وی در عالم نباشد، او را سایہ چہ صورت دارد علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیمات'' (دفتر سوئم حصہ نہم مکتوب نمبر ۱۰۰)

فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات عالی کو خدا تعالیٰ نے عجیب شے بنایا ہے کہ آپ ﷺ کا وجود مبارک عالم ممکنات میں سے ہی نہیں ہے بلکہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ''خلقت من نور اللہ'' میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں، کیونکہ آں حضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے تو فرمایا کہ آپ ﷺ کا وجود مبارک اس عالم سے برتر ہے تو یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب تمام جہان میں آں حضرت ﷺ سے زیادہ کوئی لطیف شئے نہیں تو پھر آپ ﷺ کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ !

سید الانبیاء ﷺ کی شان مبارک کو تو سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو کیا بنایا تھا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ ''وتعزروہ وتوقروہ'' میرے پیارے محبوب ﷺ کی

عزت واحترام کرو۔ اور فرماتے ہیں۔ "یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" اے ایمان والو! اپنی آواز کو سید الانبیاء ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور فرمایا: "لا تجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا" جناب رسول اللہ ﷺ کو ایسے مت پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے ادب واحترام کا حکم فرمایا ہے پس ہمیں حضور ﷺ کے امتی ہونے کے سبب کسی لمحہ بھی آپ ﷺ کے ادب واحترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد مبارک فرماتے ہیں اگر تم نے ادب واحترام کا دامن چھوڑ دیا تو "ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون" تمہارے تمام اعمال ضائع کر دئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ سید الانبیاء ﷺ کے ادب واحترام کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!

بلغ	العلیٰ	بکمالہ	کشف	الدجیٰ	بجمالہ
حسنت	جمیع	خصالہ	صلوا	علیہ	والہ

سید الانبیاء ﷺ کے خصائص بوقت سفر آخرت

۱...... جناب رسول اللہ ﷺ کو غسل پہلے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی دیا گیا، کرتہ تک جسم سے نہ اتارا گیا۔
(مقام حیات ص ۱۶۴)

۲...... نماز جنازہ بھی عام مسلمانوں کی طرح نہ پڑھی گئی بلکہ دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجرہ مطہرہ میں داخل ہو کر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ درود شریف یہ ہے۔ "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوۃ اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وما سبح لک من شئی یا رب العالمین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وبارک وسلم علیہ" (زرقانی ج ۸ ص ۲۹۳، رحمت کائنات ص ۳۶۴)

۳...... آپ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہی آپ ﷺ کے لئے آرام گاہ (قبر شریف) بنائی گئی۔

۴...... آپ ﷺ کے حکم کے مطابق آپ کی املاک میں ترکہ اور وراثت کا قانون جاری نہیں کیا گیا، بلکہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں جو ان کا مصرف تھا وہی بدستور قائم رکھا گیا اور وہ خلافت کی تولیت میں رہیں۔

۵...... اسی طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا یہ حق سمجھا گیا کہ وہ اپنے مسکونہ حجروں کو تا زندگی اپنے استعمال میں رکھیں اور نبی ﷺ کی املاک سے اپنا نفقہ تا حیات حاصل کرتی رہیں جیسا کہ حضور ﷺ کی ظاہری حیات کے زمانہ میں ان کو یہ دونوں حقوق حاصل تھے حالانکہ کسی مسلمان کے انتقال کے بعد اس کی بیوہ کو یہ حقوق صرف عدت کی مدت تک رہتے ہیں۔ (مقام حیات ص ۱۶۴)

۶...... سید الانبیاء ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح امت پر حرام کر دیا گیا حالانکہ ہر مسلمان کی وفات کے

بعد اس کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ حضور ﷺ کے حجرہ مبارک کے سامنے رکھ دینا اگر دروازہ کھل جائے اور قبر انور سے آواز آئے کہ ابوبکر کو اندر لے آؤ تب تو حجرہ مبارک میں دفن کر دینا ورنہ عام مومنین کے قبرستان میں دفن کر دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جب حجرہ مبارک کے سامنے جنازہ رکھا گیا تو دروازہ کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی۔ ''ادخلوا الحبیب الی الحبیب'' لے آؤ محبوب کو اپنے محبوب کے پاس۔ ''صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم'' (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۸۵)

سبحان اللہ! سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے لئے حیات النبی ﷺ کا مسئلہ حل فرما دیا، اور یقیناً وہی اس مسئلہ کے حل فرمانے کا حق رکھتے تھے کہ دین کے ہر معاملہ میں آپ نے سبقت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام جو آپ کرتے وہ سید الانبیاء ﷺ کے حضور حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور اسی کی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ تلقین فرماتے۔

(جذب القلوب ص ۲۰۰، مقام حیات ص ۱۸۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نے فرمایا ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ میں انہیں آپ کے پاس لے آیا، آپ نے ان سے پوچھا تم کہاں کے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم طائف سے آئے ہیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، اس لئے کہ تم مسجد رسول ﷺ میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۷۰، مقام حیات ص ۱۷۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا حضور ﷺ کی مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا جس حضور ﷺ کو اذیت ہو برداشت نہ ہو سکا تو معلوم ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنا جرم تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تمہاری آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند ہو گئیں تو تمہارے تمام اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی، اسی طرح آپ ﷺ کے روضہ مطہرہ کے قریب آواز بلند کرنا بھی اپنے اعمال کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے کہ آپ روضہ مطہرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہمان ہونے کی حیثیت سے درگزر کرتا ہوں ورنہ تمہیں سزا دیتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام سے جس وقت تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے اور حضور ﷺ کے حضور سلام عرض کیا۔ (خلاصۃ الوفاء ص ۹۹، دعوۃ الانصاف ص ۸۴)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا جب باغیوں نے محاصرہ کر لیا، تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بہتر ہے آپ شام تشریف لے جائیں وہاں کی افواج مضبوط ہیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ میں

اسے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے دار الہجرت کو چھوڑ کر جاؤں اور حضور ﷺ کی ہمسائیگی چھوڑ دوں۔
(جذب القلوب ص ۲۰۰، مقام حیات، ص ۱۸۱)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "من زار قبر رسول اللہ ﷺ کان فی جوار رسول اللہ ﷺ" جو حضور ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو وہ اس وقت حضور کی ہمسائیگی میں ہوتا ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۸۰)

"وما عمل علی ابن ابی طالب مصراعی دارہ الا بالمناصع توقیا لذالک" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ میں بنوائے تاکہ کواڑ بننے کا کہیں شور پیدا نہ ہو اور حضور ﷺ کو اذیت نہ ہو۔ (شفاء السقام ص ۱۷۳، مصر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے یقین کامل کی بنیاد پر کہ سید دو جہاں ﷺ کو دروازوں کے شور سے اذیت ہوگی۔ دروازے باہر بنوائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ آپ نے جو پروردگار سے سنا ہم نے آپ سے سن لیا اور جو کچھ آپ نے خدا تعالیٰ سے یاد کیا ہم نے آپ سے یاد کر لیا۔ آپ پر جو آیات نازل ہوئیں ان میں یہ آیت شریفہ بھی ہے۔ "ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما" (النساء: ۶۴) اور جب ان لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو اگر آتے آپ کے پاس اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے اور آپ بھی ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگتے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ روضہ مطہرہ سے آواز آئی اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔

(جذب القلوب ص ۱۹۶، خلاصۃ الوفاء ص ۵۱، مقام حیات ص ۱۵۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

"عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ ﷺ والی واضع ثوبی و اقول انما ھو زوجی و ابی، فلما دفن عمر رضی اللہ عنہ معھم فو اللہ ما دخلت الا و انا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر رضی اللہ عنہ"
(رواہ احمد وکذا فی المشکوۃ ص ۱۵۴، مقام حیات ص ۱۸۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے چادر کھلی داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم تو میں پردے ہی سے جاتی تھی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کے باعث تھا۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب بھی ان گھروں سے جو مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ تھے کسی میخ یا کیل لگائے جانے کی آواز سنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ حضور ﷺ کو اس آواز سے اذیت نہ دو۔ (شفاء السقام ص ۱۷۳)

سبحان اللہ ام المومنین نے قیامت تک کے لئے اس بات کی وضاحت فرما دی کہ سید الانبیاء ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حیات ہیں اور دیکھتے ہیں اور یہ قبروں کی دیواریں ان کے سامنے کوئی حجاب (پردہ) نہیں ہیں اور سنتے ہیں حتیٰ کہ ہمسائے کے مکانوں لگنے والے کیلوں (میخ) کی آواز بھی سنتے ہیں جبھی تو مسجد نبوی کے ہمسایوں کو میخ ٹھوکنے سے منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو مسجد نبوی میں حاضر ہوتے نماز پڑھتے اور پھر روضہ اطہر پر حاضر ہوتے اور عرض کرتے۔ "السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک یا اباہ" (ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۸۳، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۰، جذب القلوب ص ۲۰۰، موطا امام محمد ص ۳۹۲، مقام حیات ص ۱۹۲)

اور پھر جب سفر سے واپس آتے تو اپنے گھر جانے سے پہلے پھر اسی طرح سلام عرض کرتے۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا کہ وہ روضہ اطہر پر سلام عرض کرتے تھے میں نے ایک ایک دن میں نہیں سو سو مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بار روضہ اطہر پر آتے دیکھا اور "السلام علیک یا رسول اللہ" پڑھتے دیکھا۔ (منتھی المقال ص ۱۷۳ مفتی صدرالدین، مقام حیات ص ۱۹۳)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

طبرانی شریف میں یہ واقعہ نقل کیا ہے جس کے راوی داؤد بن صالح ہیں۔ ایک دن مروان مسجد نبوی ﷺ میں آیا تو اس نے ایک شخص کو روضہ اطہر پر منہ رکھے ہوئے دیکھا، اس نے ان کو گردن سے پکڑ کر ہٹایا، اور کہا جانتا ہے تو کیا کر رہا ہے انہوں نے کہا ہاں جانتا ہوں، جب مروان نے دیکھا تو وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں پتھروں کے پاس نہیں آیا، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس وقت دین پر نہ رونا جب اس کے والی اس کے اہل ہوں بلکہ اس وقت رونا جب کہ دین کی ولایت غیر اہل ہاتھوں میں آجائے۔ (اخرجہ الحاکم ج ۴ ص ۵۱۵، مقام حیات ص ۱۹۵)

کتنے پیارے الفاظ ارشاد فرمائے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں گویا کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوں، اور اس کی اس حرکت پر فرمایا کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اس وقت رونا چاہئے کہ تم جیسے نااہل حکمران بن گئے۔

حضور ﷺ کے اجل صحابی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب قحط پڑا تو بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سید الانبیاء ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور یوں عرض کی، "یارسول اللہ استسق اللہ لامتک فانھم قد ھلکوا" یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے بارش کے پانی کی درخواست فرمائیں آپ کی امت قحط سے ہلاک ہو رہی ہے۔ تو سید عالم ﷺ نے ان کو خواب میں آکر فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر میرا سلام کہہ دے اور یہ بھی کہہ دے کہ بارش ہو جائے گی چنانچہ جلد ہی بارش کا نزول ہوا۔ (فتح الباری شرح بخاری، رسائل کوثری ص ۳۸۱، رحمت کائنات ص ۲۵۵)

سید المرسلین ﷺ کے اجل صحابی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس اپنے کسی ضروری کام کے لئے بار بار جاتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (غالباً بوجہ مصروفیت) نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ ہی اس کی حاجت پوری کرتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی تو انہوں نے

فرمایا کہ وضو کی جگہ جا اور وضو کر پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ پھر کہہ "اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی"

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۷، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مستدرک ج ۱ ص ۳۱۳)

یا اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف آپ کے نبی محمد ﷺ جو کہ رحمتوں والے نبی ہیں کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں، یا محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف میری اس حاجت کے لئے توجہ فرماویں (عرض کریں) تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے یا اللہ آپ میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت (سفارش) قبول فرماویں۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد وہ شخص حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور اس کی حاجت پوری فرمائی۔

اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ یہ طریقہ نماز قضائے حاجت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات پوری کرانے کے لئے یہ خدا تعالیٰ کا خزانہ ہے ہر مسلمان کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ اس دعاء سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے اس جہان سے پردہ فرمانے کے بعد بھی حضور ﷺ کا توسل کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ پیش کرنا سنت صحابہ ہے کہ یہ طریقہ بتانے والے اجل صحابی ہیں۔

تیسری بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یا محمد، اے محمد ﷺ میری اس حاجت کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ فرماویں، یہ مسجد نبوی کا واقعہ ہے اور حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے تو ان صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں اس عرض کرنے والے کی بات سنتے ہیں اور حیات ہیں اور اس شخص کی حاجت کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سفارش فرمادیں گے۔ سبحان اللہ! قربان جائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کہ قیامت تک کے لئے کتنے مسائل حل فرمادیئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا مشاہدہ

فرماتے ہیں کہ میں نے کئی راتیں مسجد نبوی ﷺ میں اس طرح گزاریں کہ سوائے میرے کوئی بھی انسان مسجد میں عبادت کے لئے نہ آتا تھا۔ جب شامی بدبخت مسجد میں بے ادبی کے لئے آتے تو مجھے دیکھ کر کہتے اس بوڑھے پاگل کو دیکھو جب نماز کا وقت ہوتا تو روضہ اقدس سے اذان کی آواز آتی اور پھر اقامت بھی کہی جاتی، میں اکیلے نماز ادا کرتا۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۲۴، رحمت کائنات ص ۲۶۱)

ذوالحجہ ۶۳ھ میں مشہور واقعہ جو کہ واقعہ الحرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس واقعہ میں دس ہزار سے زائد اہل مدینہ منورہ شہید کر دیئے گئے تھے اور مسجد نبوی بھی ان شامی بدبختوں سے محفوظ نہ رہ سکی، لوگ گھروں میں نماز ادا کرتے تھے۔ صرف یہی ایک تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ مسجد نبوی میں رہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی مشہور کتابوں کی تحریریں

"ولما هو مقرر عند المحققين انه ﷺ حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ العبادات غیر انه احجب عن ابصار القاصرین عن شرایف المقامات" (نور الایضاح ص ۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

۲.... ''ینبغی لمن قصد زیارۃ النبی ﷺ ان یکثر الصلوۃ علیہ فانہ یسمعھا و تبلغ الیہ'' (ص ۴۰۵)
جو شخص حضور اکرم ﷺ زیارت کرنے کے لئے آئے اسے چاہئے کہ کثرت سے درود شریف عرض کرے کیونکہ آپ خود سنتے ہیں اور دور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

۳.... (فانہ یسمعھا) ای اذا کانت بالقرب منہ ﷺ (و تبلغ الیہ) ای یبلغھا الملک اذا کان المصلی بعیدا'' (طحاوی ص ۴۰۵ مصر)

آپ ﷺ صلوۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی مشہور

(کتاب طبقات شافعیہ ج ۲۲ ص ۲۸۲) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''عندنا رسول اللہ ﷺ حی یحس و یعلم و یعرض علیہ الاعمال الامۃ و یبلغ الصلوۃ و السلام'' ہم شافعیہ کے نزدیک حضور ﷺ زندہ ہیں۔ اور آپ ﷺ میں احساس و شعور موجود ہے۔ آپ ﷺ کے حضور امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور صلوۃ وسلام بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (مقام حیات ص ۱۹۸)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی مشہور کتاب

(الروضۃ البہیۃ ص ۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں: ''قال ابن عقیل من الحنابلۃ ھو ﷺ حی فی قبرہ یصلی'' حضرت ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔
(مقام حیات ص ۱۹۹)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے حضور ﷺ کی قبر (روضہ مطہرہ) کی زیارت کی، حضرت امام کے مقلدین میں سے ابن ارشد رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی یہ صرف آپ ﷺ کا خاصہ نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس وصف میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔ آپ ﷺ غذائے حسی دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔ (مقام حیات ص ۱۹۶، ۱۹۷، نور الایمان ص ۱۴، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۳، ۴۱۴ طبع مصر)

حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ سید دو عالم ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اسی طرح تمام

انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی شہداء کی اس زندگی سے بہتر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ (وفاء الوفاء ۴۱۵ تسکین الصدور)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا عقیدہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں سید المرسلین ﷺ کی قبر (روضہ اطہر) میں زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
(فتح الباری ج ۷ ص ۲۲، تسکین الصدور ص ۱۱۸)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ کا عقیدہ

علامہ شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے مجھ پر یہ بھی احسان اور انعام ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دربار عالی کا حاضر باش ہوں، اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ میرے درمیان اور روضہ اقدس کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ میں اپنے ہاتھ کو روضہ اطہر پر پاتا ہوں اور اسی طرح محبوب دو عالم ﷺ کے ساتھ کلام کرتا ہوں، جس طرح اپنے پاس بیٹھے ہوئے کے ساتھ بات کی جاتی ہے۔ (السنن الکبریٰ مطبوعہ مصر ص ۱۴۲، رحمت کائنات ص ۲۵۶)

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کو سید الانبیاء ﷺ کا حکم

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ نے تین رات متواتر نماز تہجد کے بعد یہ دیکھا کہ سید الانبیاء ﷺ دو بد بخت انسانوں کی طرف اشارہ فرما کر یہ حکم دے رہے ہیں کہ مجھے ان دو بدبختوں سے بچاؤ اور ان ظالموں کی شکلیں دکھائیں۔ سلطان نے تیسرے دن اپنے سعادت مند وزیر جمال الدین موصلی سے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے یہ مشورہ دیا کہ یہاں اب بیٹھنا نہیں چاہئے بلکہ خفیہ طور پر فوراً مدینہ منورہ پہنچ کر اس صورت حال سے نمٹنا چاہئے چنانچہ سلطان اپنے بیس ملازم اور کافی مال ساتھ لے کر سولہ دن سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچا اور حکم دیا کہ سب اہل مدینہ آئیں تا کہ ان کو انعام دیا جائے تمام اہل مدینہ آئے مگر جو دو شکلیں سید الانبیاء ﷺ نے دکھلائی تھیں وہ نا آئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ دو ایسے پردیسی یہاں قیام پذیر ہیں جو رات دن عبادت میں معروف رہتے ہیں کسی کے ہاں نہیں جاتے آخر سلطان نے ان کو بلوایا تو وہ وہی نکلے جن کی شکل دکھائی گئی تھی۔ سلطان خود ان کے حجرہ میں گیا تو چٹائی کے نیچے ایک سرنگ کو پایا جو روضہ اطہر کے قریب پہنچ چکی تھی سلطان کے استفسار پر انہوں نے راز کھول دیا کہ وہ اندلس کے عیسائی ہیں اور عیسائی حکومت نے ان کو اس لئے بھیجا ہے جسد اطہر کو نکال کر لے آؤ اور ساری کارروائی جو انہوں نے کی تھی بیان کر دی، سلطان نے ان کی گردنیں اڑا دیں، اور پھر ان کی لاشوں کو جلا دیا، اس کے بعد پانی تک زمین کھدوا کر سیسہ اور قلعی پگھلا کر دیوار بنادی جو حجرہ اطہر کے اندر ہے اور جالیوں سے نظر آتی ہے۔ (وفاء الوفاء، رحمت کائنات ص ۲۶۳)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک فریادی آیا اور اس نے درخواست کی کہ آپ سلطان قائطبائی خاں کے پاس جا کر میری سفارش کریں، آپ نے اس کو جواب میں کہا کہ اے میرے بھائی میں پچھتر دفعہ سید دو عالم ﷺ کی

زیارت سے جاگتے اور نیند کی حالت میں بھی مشرف ہو چکا ہوں اور آپ ﷺ سے بعض احادیث کی صحت کے متعلق پوچھ چکا ہوں مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر میں آپ کے ساتھ سلطان کے پاس سفارشی ہو کر چلا جاؤں تو اس سے ہوسکتا ہے کہ زیارت پھر مجھے نصیب نہ ہو، میں اس شرف اور بزرگی کو جو زیارت سید دو عالم ﷺ سے مجھ کو حاصل ہے اس شرف سلطانی پر ترجیح دیتا ہوں۔ (سعادت دارین ص ۴۳۷)

حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سید عالم ﷺ نے اپنا دست مبارک روضہ اطہر سے باہر نکالا

حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے امت اور اولیائے ملت میں سے گزرے ہیں ان کا واقعہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔ وہ حضور اقدس ﷺ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور شدت شوق میں یہ اشعار پڑھے۔

فی حالة البعد روحی ارسلها تقبل الارض وهی نائبتی
فهذه دولة الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

جب میں جناب سے دور تھا (وطن میں) تو اپنے روح کو بھیج دیتا تھا اور وہ اس پاکیزہ زمین کو چوم لیا کرتی تھی اب تو میں اپنے بدن کے ساتھ حاضر ہوں اس لئے از راہ کرم اپنا ہاتھ مبارک ظاہر فرمادیں تاکہ میرے ہونٹ بھی بوسہ لے کر شرف حاصل کرسکیں۔

فوراً حضور ﷺ کا دست مبارک روضہ مبارک سے ظاہر ہوا انہوں نے دوڑ کر بوسہ دیا اور بے ہوش ہوگئے اس وقت حضور سرور کائنات ﷺ کے نور سے سورج بھی ماند ہوگیا تھا لکھا ہے کہ اس وقت نو ہزار کا مجمع تھا جس میں بڑے بڑے قطب اور غوث ابدال اور بزرگ بھی موجود تھے۔ (فضائل درود شریف شیخ الحدیث ص ۱۵۱، رحمت کائنات ص ۲۵۳)

امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کو سید الانبیاء ﷺ کی زیارت

امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مسلک اعتزال تھا، آپ کو تین مرتبہ سید الانبیاء ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا، اے ابوالحسن میری احادیث کی تائید کرو اس لئے کہ وہ صحیح ہیں چنانچہ ابوالحسن اشعری نے احادیث کا مطالعہ شروع کردیا، اور بالآخر اعتزال سے تائب ہو کر اہل سنت کا مسلک اختیار فرمایا۔ (طبقات کبریٰ ج ۱)

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت عالم ﷺ سے محبت

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نشر الطیب میں فرماتے ہیں عطر الوردہ میں قصیدہ بردہ شریف کی برکات میں لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہ کو فالج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا تھا انہوں نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا، فوراً شفایاب ہوگئے۔ یہ صبح اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش ملا اور اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی ﷺ میں کہا ہے انہوں نے پوچھا کون سا قصیدہ اس نے کہا کہ جس کے اول میں یہ ہے۔

امن تذکره جیران بذی سلم

ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے اس قصیدہ کے لکھنے کی کسی اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب کہ یہ حضور ﷺ کی خدمت عالی میں پڑھا جارہا تھا اور آپ ﷺ خوش ہو رہے تھے۔ سو انہوں نے یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا، اور اس واقعہ کی شہرت ہو گئی اور یہ خبر صاحب بہاؤ الدین وزیر ملک ظاہر کو پہنچی اس نے نقل کرا یا وہ اور اس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے انہوں نے بڑے بڑے آثار اس کے اپنے دنیوی و دینی امور میں دیکھے اور سعد الدین فاروقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا، آشوب چشم میں مبتلا ہوا کہ قریب تھا کہ آنکھیں جاتی رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جاؤ اس سے قصیدہ بردہ لے کر آنکھوں پر رکھو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور بیٹھے بیٹھے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بخش دی۔

اس قصیدہ مبارکہ کے چند اشعار اس نیت سے درج کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رحمت اللعالمین ﷺ کی محبت نصیب فرماویں۔ اور اسی نیت سے اکابرین دیوبند نے دار العلوم دیوبند کے نصاب میں قصیدہ بردہ کو شامل فرمایا ہوا ہے۔

منتخب اشعار قصیدہ بردہ شریف

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

حضرت محمد ﷺ سردار ہیں دو جہان کے اور سردار ہیں انسانوں اور جنات کے اور سردار ہیں دو گروہ یعنی عرب اور عجم کے۔

سریت من حرم لیلا الی حرم کما سری البدر فی داج من الظلم

آپ ﷺ ایک رات کے کچھ حصہ میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ اس میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے) ایسے کمال نورانیت کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ چاند تاریکی کے پردہ میں درخشانی کے ساتھ جاتا ہے۔

وبت ترقی الی ان نلت منزلۃ من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم

اور آپ ﷺ نے بحالت ترقی رات گزاری یہاں تک ترقی فرمائی کہ ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جس پر مقربان خداوندی سے کوئی نہیں پہنچایا گیا بلکہ اس رتبہ کا بسبب غائیت رفعت کسی نے قصد نہیں کیا تھا۔

وقدمتک جمیع الانبیآء بھا والرسل تقدیم مخدوم علی خدم

اور آپ ﷺ کو بیت المقدس میں تمام انبیاء اور رسولان عظام نے اپنا امام اور پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام اور پیشوا ہوتا ہے۔

والت تخترق السبع الطباق بھم فی موکب کنت فیہ صاحب العلم

اور من جملہ آپ ﷺ کی ترقیات کے یہ ہے کہ آپ ساتوں آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے ہی لشکر ملائکہ میں جو بلحاظ آپ کی عظمت شان وتالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور جس کے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے۔

حتی اذا لم تدع شاء والمستبق من الدنو ولا مرقا لمستنم

آپ ﷺ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ

جب آگے بڑھنے والے کی قرب ومنزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقعہ ترقی نہ رہا۔

خفضت کل مکان بالاضافة اذ نودیت بالرفع مثل المفرد العلم

جس وقت آپ ﷺ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ نے ہر مقام انبیاء علیہم السلام گویا ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ ﷺ کو قریب آ جا کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا و نامور شخص کے پکارے گئے یہ ندا یا محمد ﷺ اس لئے تھی کہ

کیما تفوز بوصل ای مستتر عن العیون وسر ای مکتتم

آپ ﷺ کو وہ وصل حاصل ہوا جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی اور تا کہ آپ کامیاب ہوں اس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے۔

نبینا الآمر الناهی فلا احد ابر فی قول لا منه ولا نعم

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے حبیب ہیں جو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برائی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

هو الحبیب الذی ترجی شفاعته لکل هول من الاهوال مقتحم

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے محبوب ہیں کہ جن کی شفاعت اور مدد کی امید دنیا و آخرت میں ہر مصیبت کے وقت کی جاتی ہے۔

دعا الی الله فالمستمسکون به مستمسکون بحبل غیر منفصم

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا انہوں نے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو اللہ کریم تک پہنچانے والی ہے۔

فاق النبیین فی خلق وفی خلق ولم یدانوه فی علم ولا کرم

آپ ﷺ حسن وصورت وحسن سیرت میں سب انبیاء علیہم السلام پر سبقت لے گئے اللہ کریم کی طرف سے ان سب پر جو انعامات ہوئے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے۔

منزه عن شریک فی محاسنه فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ نے کوئی شریک ہی نہیں بنایا کہ جو آپ کی خوبیوں حسن صورت وسیرت یا اور کسی بھی بات میں ثانی ہو۔

فان فضل رسول الله لیس له حد فیعرب عنه ناطق بفم

رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور بلندی شان کی کوئی حد نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ اس کے بعد جتنے چاہو فضائل بیان کرو۔

ومن[1] تکن برسول الله نصرته ان تلقه الاسد فی اجامها تجم

جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے مدد پہنچ جائے اگر اسے شیر بھی نیستانوں میں ملیں تو دم بخود ہو جاتے ہیں۔

ولن تری من ولی غیر منتصر به ولا من عدو غیر منقصم

۱؎ حضور ﷺ کے غلام حضرت سفینہ ﷛ سمندر میں کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی ایک تختہ پر بیٹھ گئے وہ تختہ بہتا بہتا ایک جنگل کے کنارے جا لگا جس میں شیر تھے ناگاہ ایک شیر آپ کی طرف آیا آپ نے اس کی آواز دی کہ اے شیر میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں یہ سن کر وہ دم ہلاتا ہوا آپ ﷛ کے پاس آ کھڑا ہوا پھر آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ آپ کو راستے پر ڈال دیا۔

تو حضور ﷺ کے کسی بھی دوست کو ایسا نہ دیکھے گا کہ آپ ﷺ نے اس کی مدد نہ فرمائی ہو اور آپ کا کوئی ایسا مخالف نہ ہو گا جو شکستہ حال نہ ہو۔

احل امته فی حرز ملته کاللیث حل مع الاشبال فی اجم

حضور ﷺ نے اپنی امت کو اسلام کی پناہ میں اتار دیا جس طرح شیر اپنے بچوں کے ساتھ اپنے بن میں رہتا ہے اور بچوں کو کوئی خوف نہیں ہوتا۔

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمه او یرجع الجار منه غیر محترم

حضور ﷺ کی ذات اقدس سے اس بات کا خیال کرنا بھی غلط ہے کہ آپ اپنی بخششوں کے امیدوار کو محروم رکھیں یا آپ ﷺ کی مدد چاہنے والا محروم واپس ہو۔

ولن یفوت الغنی منه یدا تربت ان الحیآء ینبت الازهار فی الاکم

حضور اقدس ﷺ کی فیاضی کسی محتاج کے ہاتھوں کو خالی نہ چھوڑے گی حضور ﷺ کی شفاعت سے سب امت بہرہ ور ہو گی جیسا کہ بارش سب پر برستی ہے۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواک عند حلول الحادث العمم

یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا، آپ ﷺ کے سوا میرا کوئی نہیں جس سے میں قیامت کے ہولناک منظر سے پناہ لوں۔

ولن یضیق رسول الله جاهک بی اذا الکریم تجلی باسم منتقم

یارسول اللہ ﷺ جب اللہ کریم حشر میں صفت منتقم میں جلوہ فرمائیں گے تو آپ ﷺ اپنے اس گناہ گار امتی کی شفاعت فرما دیں۔

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

یارسول اللہ ﷺ موجودات پر فیضان وجود اور ہر نعمت ظاہری و باطنی میں آپ ﷺ واسطہ ہیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر علم دیا ہے کہ لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم میں سے ایک حصہ ہے۔

یانفس لا تقنطی من زلة عظمت ان الکبائر فی الغفران کاللمم

اے عاجز بندے تو بڑے گناہوں کی بخشش سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ رحیم و کریم کی بخشش کے آگے بڑے گناہ مثل چھوٹے گناہوں کے ہیں۔

لعل رحمة ربی حین یقسمها تاتی علی حسب العصیان فی القسم

امید ہے کہ جب میرا اللہ کریم اپنی رحمت کو تقسیم فرمائے گا تو وہ رحمت گناہ گاروں کے گناہوں کے موافق حصہ میں آئے گی جس کا گناہ بڑا ہو گا اس پر حصہ رحمت بھی زیادہ ہو گا۔

یارب واجعل رجائی غیر منعکس لدیک واجعل حسابی غیر منخرم

یا اللہ رحیم و کریم میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم و کرم فرمانا اور میرا نامہ اعمال مغفرت حاصل کرنے والوں سے علیحدہ نہ کرنا۔

والطف بعبدک فی الدارین ان له صبرا متی تدعه الاهوال ینهزم

اے اللہ کریم اپنے عاجز بندے پر دونوں جہان میں لطف و مہربانیاں فرما تا کیونکہ اس بیچارے کا صبر اتنا کمزور ہے کہ جب مصیبتیں اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو صبر ان کے آگے بھاگ جاتا ہے۔

والذن لسحب صلوٰۃ منک دائمۃ　　علی النبی بمنھل ومنسجم

اے میرے اللہ کریم آپ اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم فرمایئے کہ رحمت دو عالم ﷺ پر موسلا دھار لگاتار بارش رحمت صلوٰۃ وسلام کے برساتے رہیں۔

مارنحت عذبات البان ریح صبا　　واطرب العیس حادی العیس بالنغم

اے اللہ کریم تیرے محبوب ﷺ پر تیری رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک کہ باد صبا درخت بان کی شاخوں کو جھکاتی رہے اور اونٹوں کو راگ سے چلانے والا اپنے نغموں سے اونٹوں کو سرور میں لاتا رہے۔

ولآل والصحب ثم التابعین لھم　　اھل التقی والنقی والحلم والکرم

اے اللہ کریم حضور ﷺ کی آل اور اصحاب اور تابعین پر بھی اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرما جو کہ پرہیز گار برگزیدہ اوصاف حلم اور کرم والے ہیں۔

ثم الرضی عن ابی بکر وعن عمر　　وعن علی وعن عثمان ذالکرم

پھر رضاء حق ہو حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدنا عثمان ذی الکرم رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے (تقدیم نام علی رضی اللہ عنہ کی نام عثمان رضی اللہ عنہ پر بضرورت وزن شعر کے ہے)

فاغفرلنا شدھا واغفر لسامعھا　　سالتک الخیر یا ذاالجود والکرم

اے اللہ رحیم وکریم آپ مغفرت فرما دیجئے قصیدہ کے کہنے والے اور سننے والے کی میں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحب جود اور کرم کے

یارب صل وسلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں: برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد و احوال ایں موطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحشہ دارد الانبیاء یصلون فی قبورہم شنیدہ باشند'' (مکتوبات دفتر سوئم ص ۲۹ طبع لکھنو، تسکین الصدور)

چھوٹا برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں میں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں آپ نے (نبی ﷺ کا یہ فرمان) تو سنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

''بدانکہ حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہ است میان علماء ملت و ہیچ کس را خلاف نیست دراں کہ آں کامل تر وقوی تر از وجود شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اخروی است عند اللہ وحیات انبیاء علیہم السلام حیات حسی دنیاوی است واحادیث وآثار دراں واقع شدہ۔'' (مدارج النبوۃ ص ۲۴۷)

کافی دلائل بیان فرمانے کے بعد محدث صاحب یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں ''ازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء علیہم السلام حیات حسّی دنیاوی است نہ مجرد بقائی ارواح'' (ص ۴۴۸)

''بدانکہ در حیات انبیاء علیہم السلام وثبوت ایں صفت مرایشاں را وترتیب احکام وآثار برآں ہیچ کس را از علماء اختلافی نیست''۔ (مدارج النبوۃ ص ۴۴۹)

اچھی طرح سمجھ لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی اتفاق شدہ ہے اس میں علماء میں سے کسی شخص کو اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ ان کی زندگی شہداء کرام اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں سے کامل تر اور قوی تر ہے کیونکہ ان کی حیات روحانی واخروی ہے، اور انبیاء کی زندگی حسّی اور جسمانی دنیاوی ہے۔ یہ احادیث وآثار صحابہ سے ثابت ہوگیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی زندگی حسی اور دنیاوی ہے نہ کہ صرف روحانی کسی شخص کو علماء میں سے اس میں اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء کی زندگی جسمانی اور دنیاوی ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی حضور ﷺ سے محبت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سیاہ کار کو ان فضائل کے رسائل لکھنے کے زمانہ میں بعض مرتبہ خود کو اور بعض مرتبہ بعض دوسرے احباب کو کچھ مناجات اور مبشرات بھی آئے اس رسالہ فضائل درود شریف کے لکھنے کے زمانہ میں ایک رات خواب میں یہ دیکھا کہ مجھے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اس رسالہ میں قصیدہ ضرور لکھیو لیکن قصیدہ کی تعیین نہیں معلوم ہوسکی البتہ خود اس ناکارہ کے ذہن میں خواب میں ہی یا جاگتے وقت دو خوابوں کے درمیان میں اس لئے کہ اسی وقت دوبارہ بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا یہ خیال آیا کہ اس کا مصداق مولانا جامی رحمہ اللہ کی وہ نعت ہے جو یوسف زلیخا کے شروع میں ہے۔

جب اس ناکارہ کی عمر تقریباً دس گیارہ سال کی تھی گنگوہ میں اپنے والد صاحب رحمہ اللہ سے یہ کتاب پڑھی تھی، اس وقت ان کی زبانی اس کے متعلق ایک قصہ بھی سنا تھا کہ مولانا جامی نوراللہ مرقدہ واعلی اللہ مراتبہ، یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضہ اقدس ﷺ کے پاس کھڑے ہوکر اس نظم کو پڑھیں گے جب حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کردی مگر ان پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آرہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑ کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا، اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر پڑھنے کا ارادہ کررہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر (روضہ اقدس سے) مصافحہ کے لئے ہاتھ نکلے گا۔ جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا، اور بہت اعزاز واکرام کیا گیا، اس قصہ کے سننے میں یا یاد میں تو اس ناکارہ کو تردد نہیں لیکن اس وقت اپنے ضعف بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعت کتب سے معذوری ہے۔ ناظرین میں سے کسی کو کسی کتاب میں اس کا حوالہ اس ناکارہ کی زندگی میں ملے تو اس ناکارہ کو بھی مطلع فرمادیں اور مرنے کے بعد اگر ملے تو حاشیہ میں اضافہ فرمادیں۔ (فضائل درود شریف از مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)

مثنوی مولانا جامی ﷫ معہ ترجمہ حضرت مولانا اسعد اللہ ﷫ خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ﷫

ز مجبوری بر آمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

یارسول اللہ ﷺ آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے اے رسول خدا نگاہ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔

نہ آخر رحمت اللعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی

آپ ﷺ یقیناً رحمت اللعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکاماں نے قسمت سے آپ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں۔

ز خاک اے لالہ سیراب بر خیز چوں نرگس خواب چند از خواب بر خیز

اے لالہ خوش رنگ اپنی شادابی و سیرابی سے عالم کو مستفید فرمائیے اور چو نرگس خواب سے بیدار ہو کر ہم محتاجاں ہدایت کے قلوب کو منور فرمائیے۔

بروں آور سر از برد یمانی کہ روئے تست صبح زندگانی

اپنے سر مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالئے کیونکہ آپ کا روئے انور صبح زندگانی ہے۔

شب اندوہ مارا روز گرداں زرویت روز ما فیروز گرداں

ہماری غمناک رات کو دن بنا دیجئے اور اپنے جمال جہاں آرا سے ہمارے دن کو فیروزمندی و کامیابی عطا کر دیجئے۔

بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ بسر بر بند کا فوری عمامہ

جسم اطہر پر حسب عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمائیے اور سفید کافوری عمامہ زیب سر فرمائیے۔

فرود آویز از سر گیسواں را فگن سایہ بپا سرو رواں را

اپنی عنبر بار و مشکیں زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تا کہ ان کا سایہ آپ کے بابرکت قدموں پر پڑے، کیونکہ مشہور ہے کہ قامت اطہر و جسم اطہر کا سایہ نہ تھا، لہذا گیسوئے مشکوں کا سایہ ڈالئے۔

ادیم طائفی نعلین پا کن شراک از رشتہ جان ہائے ما کن

حسب دستور طائف کے مشہور چمڑے کی مبارک نعلین (پاپوش) پہنئے اور ان کے تسمے اور پٹیاں ہمارے رشتہ جاں سے بنائیے۔

جہانے دیدہ کردہ فرش رہ اند چوں فرش اقبال پابوس تو خواہند

تمام عالم اپنے دیدہ و دل کو فرش راہ کئے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اور فرش زمین کی طرح آپ ﷺ کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے۔

ز حجرہ پائے در صحن حرم نہ بفرق خاک رہ بوساں قدم نہ

حجرہ شریف یعنی گنبد خضرا سے باہر آ کر صحن حرم میں تشریف رکھیئے راہ مبارک کے خاک بوسوں کے سر پر قدم مبارک رکھیئے۔

بدہ دستی ز پا افتادگاں را بکن دلداریے دل دادگاں را

عاجزوں کی دستگیری بے کسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دل جوئی و دلداری کیجئے۔

اگرچہ غرق دریائے گناہم فتادہ خشک لب بر خاک راہم

اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سر تا پا غرق ہیں لیکن آپ ﷺ کی راہ مبارک پر تشنہ و خشک لب پڑے ہیں۔

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی برحال لب خشکاں نگاہے

آپ ﷺ ابر رحمت ہیں شایان شان گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہ کرم بار ڈالی جائے۔

خوشا کز گرد رہ وسویت رسیدیم بدیدہ گرد راز کویت کشیدیم

ہمارے لئے کیسا اچھا وقت ہوتا کہ ہم گرد راہ سے آپ ﷺ کی خدمت گرامی میں پہنچ جاتے اور آنکھوں میں آپ ﷺ کے کوچہ مبارک کی خاک کا سرمہ لگاتے۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم خاک در رسول کا سرمہ لگائیں ہم

بمسجد سجدہ شکرانہ کردیم چراغت را زجاں پروانہ کردیم

مسجد نبوی ﷺ میں دوگانہ شکر ادا کرتے سجدہ شکر بجالاتے، روضہ اقدس کی شمع روشن کا اپنی جان حزیں کو پروانہ بناتے،

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

آپ ﷺ کے روضہ اطہر اور گنبد خضراء کے اس حال میں مستانہ اور بے تابانہ چکر لگاتے کہ دل صدمہائے عشق اور وفور شوق سے پاش پاش اور چھلنی چھلنی ہوتا۔

زدیم از اشک ابر چشم بے خواب حریم آستاں روضہ ات آب

حریم قدس اور روضہ پرنور کے آستانہ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔

گہے رفتیم زاں ساحت غبارے گہے چیدیم زو خاشاک وخارے

کبھی صحن حرم میں جھاڑو دے کر گرد و غبار کو صاف کرنے کا فخر اور کبھی وہاں کے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔

ازاں نورے سواد دیدہ دادیم وزیں بر ریش دل مرہم نہادیم

گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس سے مردمک چشم کے لئے سامان روشنی مہیا کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کے لئے مضر ہے مگر ہم اس کو جراحت دل کے لئے مرہم بناتے۔

بسوئے منبرت رہ برگرفتیم ز چہرہ پایہ اش در زر گرفتیم

آپ ﷺ کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرہ سے مل مل کر زریں و طلائی بناتے۔

ز محرابت بسجدہ کام جستیم قدم گاہت بخوں دیدہ شستیم

آپ ﷺ کے مصلائے مبارک ومحراب شریف میں نمازیں پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور مصلے میں جس جائے مقدس پر آپ ﷺ کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشک خونیں سے دھوتے۔

بپائے ہر ستون قدر است کردیم مقام راستاں درخواست کردیم

آپ ﷺ کی مسجد اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست ودعا کرتے۔

ز داغ آرزویت بادل خوش زدیم از دل بہر قندیل آتش

آپ ﷺ کی دل آویز تمناؤں کے زخموں اور دل نشین آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں ہیں) انتہائی مسرت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے۔

کنوں گرتن نہ خاک آں حریم ست بحمد اللہ کہ جاں آنجاں مقیم است

اب اگرچہ میرا جسم اس حریم انور وشبستان اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے۔

بخود در ماندہ ام نفس خود رائے ہمیں درماندہ چندیں بہ بخشائے

میں اپنے خود بیں وخود رائے نفس امارہ سے عاجز آچکا ہوں، ایسے عاجز وبے کس کی جانب التفات فرمایئے۔ اور بخشش کی نظر ڈالیے۔

اگر نہ بود چو لطفت دست یارے زدست ما نیاید ہیچ کارے

اگر آپ ﷺ کے الطاف کریمانہ کی مدد شامل حال نہ ہوگی تو ہم عضو معطل ومفلوج ہوجائیں گے اور ہم سے کوئی کام انجام نہ پاسکے گا۔

قضائی افگند از راہ مارا خدا را از خدا درخواہ مارا

ہماری بدبختی ہمیں صراط مستقیم وراہ خدا سے بھٹکا رہی ہے خدارا ہمارے لئے خداوند قدوس سے دعا فرمایئے۔

کہ بخشد از یقیں اول حیاتے دہد آنگہ بکار دین ثباتے

یہ دعا فرمایئے کہ خداوند قدوس اولاً ہم کو پختہ یقین اور کامل اعتقاد کی عظیم الشان زندگی بخشے اور پھر احکام دین میں مکمل استقلال اور پوری ثابت قدمی عطا فرمائے۔

چو ہول روز رستا خیز خیزد بآتش آبروئے ما نہ ریزد

جب قیامت کی حشر خیزیاں اور اس کی زبردست ہولناکیاں پیش آئیں تو مالک یوم الدین، رحمٰن ورحیم ہم کو دوزخ سے بچا کر ہماری عزت بچایئے۔

کند بایں ہمہ گمراہی ما ترا اذن شفاعت خواہیٔ ما

اور ہماری غلط روی اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کے باوجود آپ ﷺ کو ہماری شفاعت کے لئے اجازت مرحمت فرمایئے۔ کیونکہ بغیر آپ کی اجازت کے شفاعت نہ فرمائیں گے۔

چو چوگاں سر فگندہ آوری روے　　بمیدان شفاعت امتی گوے

یارسول اللہ ﷺ ہمارے گناہوں کی شرم سے آپ ﷺ سرخمیدہ چوگان کی طرح میدان شفاعت میں سر جھکا کر نفسی نفسی نہیں بلکہ "یارب امتی امتی" فرماتے ہوئے تشریف لائیں گے۔

بحسن اہتمامت کار جامی　　طفیل دیگراں یا بد تمامی

آپ ﷺ کے حسن اہتمام اور سعی و جمیل سے دوسرے مقبول بندگان خدا کے صدقہ میں جامی کا کام بھی بن جائے گا۔　　(فضائل درود شریف از شیخ الحدیث ص ۱۲۳)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مشاہدات وعقائد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ایسی عظیم شخصیت ہیں جن کے متعلق سلطان الاولیاء حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمہ اللہ نے بقول حضرت مولانا حسین احمد مدنی یہ ارشاد مبارک فرمایا، مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی سیر مثل کف دست (جیسے کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں) کرائی میں نے اپنے زمانے میں شاہ ولی اللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(الفرقان ولی اللہ نمبر، رحمت کائنات ص ۲۴۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے یہ نعمت بھی عطا فرمائی کہ مجھے ۱۱۴۳ھ میں حج بیت اللہ اور زیارت جناب رسول اللہ ﷺ کو توفیق دی اور سب سے بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے ساتھ۔　　(مقدمہ فیوض الحرمین)

اور میں نے دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ کو اکثر امور میں اسی صورت جس میں آپ تھے بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں جسمانیت میں ﷺ کو نہ دیکھوں، مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا اور یہی بات جو فرمایا آپ نے کہ انبیاء کرام نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبور میں اور وہ زندہ ہیں اور جو جو فرمایا ہے۔

اور جب میں نے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا، تب ہی مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمایا اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔　　(مشاہدہ نہم)

مجھ کو سالک بنایا خود رسول اللہ ﷺ نے اور آپ نے تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں حضرت ﷺ کا بلا کسی واسطے کے۔　　(مشاہدہ نمبر ۱۷، فیوض الحرمین، رحمت کائنات ص ۲۴۵)

اور فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا، میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے اس کے بعد شفاء کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں تھے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔　　(فضائل درود شریف مولانا زکریا رحمہ اللہ رحمت کائنات ص ۲۶۶)

تمام اکابرین وبانیان دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ذوالفقار علی والد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ان تمام اکابرین کے پیر

ومرشد سراج الاولیاء شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی

رحمت عالم ﷺ کے حضور محبت بھری عرض

چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ ﷺ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ﷺ
کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ ﷺ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ ﷺ
پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ ﷺ
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ ﷺ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ ﷺ
چھپیں خجلت سے جا کر پردہ مغرب میں ماہ وحور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ ﷺ
لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ ﷺ
یقیں ہو جائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ ﷺ
مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی
گناہ گاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ ﷺ
ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا
میرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ ﷺ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ ﷺ
کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ ﷺ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ
مشرف کر کے مجھ کو کلمہ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ ﷺ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ ﷺ

(حوالہ کلیات امدادیہ، گلزار معرفت ص ۲۰۵)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ اس جوار پاک شہ لولاک میں پہنچے اور شرف جواب صلوۃ وسلام حضرت خیر الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ (امداد المشتاق ص ۱۲)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

فرماتے ہیں: قبر کے پاس انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰)

اور فرماتے ہیں جن الفاظ میں شبہ ہو وہم ہو کہ ان سے حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے وہ باعث ایذا جناب رسالت مآب ﷺ ہیں اور آخر میں فرمایا بس ان کلمات کفر لکھنے والے کو سختی سے منع کرنا چاہیئے اگر قدرت ہو، اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیے کہ موذی وگستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے اور

فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات ﷺ ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۰، ۵۳، ۵۷۔ بارگاہ رسالت ص ۱۸)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں "انبیاء کرام علیہم السلام کو انہیں اجسام دنیاوی کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔" (قصائد قاسمیہ ص ۳)

حضرت نے "آب حیات" کے نام سے ایک کتاب حیات النبی ﷺ پر لکھی ہے جو مشہور و معروف ہے آپ حج کو جاتے ہوئے پنج لاسہ ضلع انبالہ کے ایک باکمال بزرگ راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے تشریف لے گئے اور ان سے دعا کے لئے عرض کیا اس پر ان بزرگوں نے فرمایا کہ بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں سید عالم ﷺ کے سامنے بخاری پڑھتے دیکھا ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۹۳)

آپ نے رحمت عالم ﷺ کے عشق و محبت میں قصیدے بھی لکھے ہیں جو قصائد قاسمی کے نام سے مشہور ہیں اس میں فرماتے ہیں

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی ﷺ　　کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو　　نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی ز نہار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں یا رسول اللہ　　تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
گرفت ہو تو تیرے اک بندہ ہونے میں　　جو ہو سکے تو خدائی کا اک تیری انکار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال　　بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو انبیاءؑ ہیں وہ آگے تیری نبوت کے　　کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی ﷺ اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو ابو البشرؑ کے خدا　　اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ　　کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

نومبر ۱۹۵۷ء کے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ "حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کو خلوت گزیں سے تعبیر فرمایا ہے اور آپ ﷺ کی حیات جسمانی کو عوام و خواص کا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہوئے ایک گراں قدر کتاب آب حیات تصنیف فرمائی ہے مقام حیرت و حسرت ہے کہ آج بعض اہل علم حیات النبی ﷺ کے اجماعی عقیدہ سے انحراف کر رہے ہیں۔" حالانکہ یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ آں حضرت اس وجود پاک کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں جس طرح دنیا میں تشریف فرما تھے۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند نومبر ۱۹۵۷ء)

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

آپ نے اپنی کتاب نشر الطیب میں آپ ﷺ کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق ایک مستقل فصل قائم کی ہے وہ حرف بحرف تحریر ہے۔

پہلی روایت: ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ نبی ﷺ پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (کذا فی المواہب)

دوسری روایت: مشکوٰۃ میں ابو الدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھا سکے، پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف: پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا، اور رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل واقوائی ہے۔

تیسری روایت: بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (کذا فی المواہب)

ف: یہ نماز پڑھنا تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے، کہ آپ ﷺ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ خود حضور ﷺ کا ارشاد مبارک مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی بذریعہ فرشتوں کے جیسا کہ مشکوٰۃ میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیاحت کرنے والے مقرر ہیں کہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

چوتھی روایت: مشکوٰۃ میں نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کا احاطہ نہ کر لیتے ہوں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے (ستر ہزار) فرشتے اسی طرح اور اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر مبارک کی شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے روایت کیا اس کو دارمی نے۔

ف: اس سے آپ ﷺ کا شرف عظیم برزخ میں ظاہر ہے۔

پانچویں روایت: مشکوٰۃ میں ابوداؤد و بیہقی سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ف: اس سے حیات میں شبہ نہ کیا جائے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت میں (مشاہدہ الٰہی میں) مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں اس کو روح سے تعبیر فرما دیا۔ (کذا فی المواہب)

تلخیص: مجموعہ روایت سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ ﷺ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا (۲) نماز پڑھنا (۳) غذا مناسب اس عالم کے نوش فرمانا۔ (۴) سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ، سلام کا جواب دینا یہ تو دائما ثابت ہے، اور احیانا بعض امت سے جنکہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رویا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصار

سے متجاوز ہیں اوران مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جائے کیونکہ روح کو برزخ میں پھر خصوصاً روح مبارک ﷺ کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابت بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیانا کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جائے۔

من الروض

تاللہ اقسم ما واتاک منکسر الا واصبح منہ الکسرینجبر

میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لئے عرض کرنے کو) نہیں پہنچا مگر اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ ﷺ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا)

ولااحتمی بحماک المحتمی فزعا الا وعاد بامن ما نہ خضر

اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن وامان کے ساتھ واپس ہوا، اس حالت سے کہ اس کو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی ہے)

ولا اتاک فقیر الحال ذو امل الا وفاض من الاثر لہ نھر

اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لئے عرض کرنے کو) حاضر ہوا مگر کہ اس کے نشان قدم ہی سے اس کے لئے نہر (تکمیل حوائج کی جاری ہوگئی اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا۔

ولا اتاک امرء من ذنبہ وجل الا وعاد بعفو وھو مغتفر

اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف) پر کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا دعائے مغفرت کے لئے عرض کرنے کو آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا گیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ ﷺ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا۔

ولا دعاک لھیف عندنازلۃ الا ولباہ منک العون والیسر

اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کے وقت آپ کو (مزار پر حاضر ہوکر دعا کے لئے) پکارا مگر آپ کی جانب سے عون اور آسانی نے اس کو جواب دیا (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا۔ (نشر الطیب ص ۲۴۸ تا ۲۵۰)

یارب صل وسلم بدائما ابدا علی حبیبک من زانت بہ العصر

نشر الطیب لکھنے کے وقت تھانہ بھون کے اردگرد طاعون پھیلا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی برکت سے اس قصبہ کو طاعون سے محفوظ رکھا، اس کتاب میں حضرت نے ایک رسالہ "بنام شیم الحبیب" مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی ﷫ شامل فرمایا اور اس رسالہ کے متعلق حضرت نشر الطیب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی فصاحت وبلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اس کو بتما مہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جائے بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جائے۔ تو ہم نے بھی اس رسالہ کو کتاب ہذا کے ساتھ آخر میں شامل کردیا ہے یہ رسالہ حضور ﷺ کے

شمائل پر ہے اور اس رسالہ کے آخری اشعار جو کہ نشر الطیب کے ص ۱۹۴ پر ہیں جن کا ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ۱۳۲۸ھ میں خود ہی فرمایا۔ عربی عبارت معہ حضرت کے ترجمہ سے درج ذیل ہے۔ دیکھئے (نشر الطیب ص ۱۹۵)

یاشفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی ﷺ — کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی ﷺ

لیس لی ملجأ سواک اغث — مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے (ﷺ) ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ — کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ (ﷺ) زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا (ﷺ) خبر لیجئے میری

لیس لی طاعۃ ولا عمل — بید حبیک فھو لی عُددی
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس — ہے مگر دل* میں محبت آپ (ﷺ) کی

یارسول الالٰہ بابک لی — من الغمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپکا در یا رسول (ﷺ) — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جد بلقیاک فی المنام وکن — ساترا للذنوب والفند
خواب میں چہرہ دکھا دیجئے (ﷺ) مجھے — اور میرے عیبوں کو کر دیجئے مخفی

انت عاف ابر خلق اللہ — ومقیل العثار واللددی
در گزر کرنا خطاؤ عیب سے — سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ ﷺ کی

رحمۃ للعباد قاطبۃ — بل خصوصا لکل ذی اَوَد
سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ ﷺ — خاصکر جو ہیں گناہ گار وغوای

لیتنی کنت ترب طیبتکم — فالتمثت النعال ذاک قدی
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک — نعل بوسی ہوتی کاش آپ کی (ﷺ)

فاصلی علیک بالتسلیم — متحفا عند حضرۃ الصمدی
آپ ﷺ پر رحمتیں ہوں بے انتہا — حضرت حق کی طرف سے دائمی

بعداد الرمال والانفاس — والنبات الکثیرۃ منتضدی
جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس — اور بھی ہے جس قدر روئیدگی

وعلی الآل کلھم ابدا — بالغا عند منتھی الامد
اور تمہاری آل پر اصحاب پر (ﷺ) — تا بقائے عمر دار اخروی

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں "یقیناً نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔" (بذل المجہود ج ۲ ص ۱۱۷)

حضور ﷺ کے روضہ اطہر پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، آواز نکالنا تو کیا مواجہہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے خوفزدہ مودبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم وقیدی کی طرح دور کھڑے بکمال

خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے، اور چلے آتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ آں حضرت ﷺ حیات ہیں، لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت ﷺ خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۶)

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "فنبی اللہ حی یرزق والانبیاء احیآء فی قبورھم یصلون" (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی ملتا ہے اور یہ کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضرت نے جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں بہت سے عربی اور فارسی قصیدے لکھے ہیں اور ابتدائی زمانہ میں اردو اشعار بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں حضرت کا حضور کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت کا اظہار ہے؛ فرماتے ہیں۔

الغرض از جملہ عالم مصطفیٰ مجتبیٰ — خاتم دور نبوت تا قیامت بے مرا
افضل و اکمل ز جملہ انبیاء نزد خدا — نعت اوصاف کمال او فزوں تر از عدید
تا صبا گلگشت گیہاں کردہ می باشد مدام — بوئے گل بردوش وے گردد بعالم صبح وشام
باد بروے از خدائے وے درود وہم سلام — نیز بر اصحاب وآل وجملہ اخیار عبید
وز جناب وے رضا بر احقران مستہام — خاصہ آں احقر کہ انقر ہست از جملہ انام
مستغیث ست الغیاث اے سرور عالی مقام — در صلہ از بارگاہت در نشید ایں قصید

(انوار انوری ص ۱۲)

شاہ جانباز اگر ہمارا ہے — کیا ہے غم جب کہ وہ سہارا ہے
گر وہ نہیں تو کچھ نہیں میرا — وہ اگر ہے تو میرا سارا ہے
وصف تیری زباں کی زینت ہے — بزم کو اس نے کیا سنوارا ہے
دونوں جگ میں ہے وہ بآسانی — جس کے اوپر تیری مدارا ہے
اپنے در سے نہ کھید انور کو — حلقہ در گوش جب تمہارا ہے

(ماہنامہ قائد مرادآباد، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ ایک روز اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا اس میں ایک مصرعہ تھا

ہاں اے حبیب رخ سے اٹھا دو حجاب کو

یہ اس وقت بہت بھلا معلوم ہوا میں مسجد شریف میں حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں بعد ادائے آداب وکلمات مشروعہ انہیں الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں لانا شروع کیا، دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسول اللہ ﷺ میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا حائل نہیں ہے اور آپ کرسی پر سامنے تشریف فرما ہیں آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے۔ (سوانح حضرت مدنی ص ۱۰۷)

۲، مارچ ۱۹۵۲ء کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کا داہنا حصہ سن ہو گیا، ڈاکٹروں نے کہا، یہ فالج کا اثر ہے آپ کو بڑا صدمہ ہوا، دوسرے یوم آپ نے فرمایا کہ آج رات خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ مجھ کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم فرمایا اور فرمایا کہ حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں ہم صرف تمہاری عیادت کو آئے ہیں، چنانچہ حضرت بفضلہ تعالیٰ تندرست ہو گئے۔ (الصدیق بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام)

حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد مالیر کوٹلہ والے بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ گیا تو مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ اس سال روضہ اطہر سے عجیب کرامات کا ظہور ہوا ہے ایک نوجوان نے جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو دربار رسالت سے وعلیک السلام کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا سمجھے یہ ہندی نوجوان کون تھا، یہ تمہارے استاذ مولانا سید حسین احمد مدنی تھے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر)

آپ آخری بار ۱۳۷۴ھ میں جب زیارت بیت اللہ شریف وزیارت النبی ﷺ کے لئے تشریف لے گئے تو محمدی جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی، جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق ومحبت سے لبریز ہے۔ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جا رہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو، جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے رہئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے، اس راہ عشق کے سردار آں حضرت ﷺ ہیں اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔" ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما" ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ تمام امت کے لئے رحمت ہیں آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو، یا رسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہوئے ہیں، ہمارے لے حج کی قبولیت کی دعا فرمائیے، شفاعت فرمائیے، پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے، تا کہ آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔" اپنے ایک مرید کو خط کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "بارگاہ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا، بارگاہ میں حاضر ہو کر بعد ادائے صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے اس کے استفادہ کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذات الٰہیہ میں مشغول رہیں جو کچھ فیوض پہنچنے والے ہیں پہنچتے رہیں گے اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں، حاضری روضہ مبارک کے وقت میں آں حضرت ﷺ کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی، جاننے والی غایت جمال وجلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق وادب کا لحاظ رکھا جائے جو لوگ مقصر آداب وسنن ہوں، ان کی تحقیر وتوہین کی طرف خیال نہ کیا جائے، اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلاضرورت شدیدہ توجہ کی جائے، فضول باتوں اور لوگوں کی مجالس میں بلاضرورت حاضری سے گریز کیا جائے، اوقات کو درود شریف، ذکر، مراقبہ، قرآت قرآن، نوافل سے معمور رکھا جائے۔" (ارشادات ص ۱۰۲)

جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق اپنے اکابر کے نظریات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "ہمارے حضرات اکابر کے اقوال وعقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذات حضور پرنور ﷺ کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی، ان سب میں آپ ﷺ کی ذات پاک اس طرح پر واقعہ ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں، غرض کہ

حقیقت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیاں ہے یہی معنی ''لو لاک لما خلقت الافلاک'' اور ''اول ماخلق اللہ نوری'' اور ''انا نبی الانبیاء'' وغیرہ کے ہیں۔'' (ارشادات ص ۸۵)

'' یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات ﷺ کو باوجود افضل الخلائق وخاتم النبیین ماننے کے آپ ﷺ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہو یا عملی، نبوت ہو یا رسالت، صدیقیت ہو یا شہادت علم ہو یا مروت، فتوت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ، سب کے ساتھ اولاً بالذات، آپ ﷺ کی ذات والا صفات جناب باری عزوشانہ، کی جانب سے متصف کی گئی، اور آپ ﷺ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۴)

ایک مرتبہ درس بخاری شریف میں ارشاد فرمایا کہ ''ایک حاجی صاحب مدینہ منورہ پہنچے اور یہ کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہوتا ہے۔ رات کو جناب رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد مبارک فرمایا کہ جب مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو آپ یہاں کیوں تشریف لائے، یہاں سے چلے جاؤ۔

یہ صاحب جب بیدار ہوئے تو بہت گھبرائے، لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ اب کیا کروں، کسی صاحب نے فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر جا کر دعا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر گئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔'' اس کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہئے بلکہ وہاں کی مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے۔ مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام کرنا چاہئے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہئے۔ (انفاس قدسیہ ص ۲۵۹، بارگاہ رسالت ص ۳۷)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں ''انبیاء کرام علیہم السلام اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی ملتا ہے۔''
(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

اور فرماتے ہیں: بے شک حضور ﷺ زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف (روضہ مطہرہ) میں اذان واقامت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹، تسکین الصدور ص ۱۲۶)

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کا عقیدہ

فرماتے ہیں مسئلہ زیر بحث میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاوئی، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آں حضرت ﷺ کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے کیونکہ دیوبندیت کی موجودہ جماعتی تشکیل قیام دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوتی ہے جس کی ابتدا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کی سرپرستی میں ان کے دو جلیل القدر خلفاء حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ان تینوں کا مسلک بھی حیات دنیوی ہے (کہ اس عالم برزخ کی حیات اس جسد اطہر کے ساتھ ہے جو اس دنیا میں تھا) پھر آخر الذکر دو بزرگوں کے تلامذہ مثل حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد

حسن امروہی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ حضرت مولانا حافظ محمد احمد رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ، مفتی اعظم دیوبند وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک تھا جو ان کے مطبوعہ فتاویٰ و مقالات میں محفوظ ہے پھر ان اکابر کے تلامذہ مثل حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن رحمہ اللہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، اور دوسرے اساتذہ دارالعلوم دیوبند وغیرہ وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ یہی حضرات دیوبندیت کے اساطین کہلاتے ہیں؛ اس لئے دیوبندیت تو حیات النبی ﷺ کے بارے میں حیات دنیوی ہی ہے۔ جو برزخ میں قائم ہے۔" (الصدیق ملتان شمارہ ۱۰ ماہ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ بحوالہ مقام حیات ص ۲۵۵)

اور پھر فرماتے ہیں: "احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند وغیرہ میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔" (مقام حیات ص ۲۵۵)

متفقہ عقیدہ علماء دیوبند اور تصدیقات علماء حرمین شریفین

۱۸۵۷ء کا دور مسلمانوں کے لئے پسپائی اور عام مایوسی کا دور تھا، دہلی کے تاج و تخت پر انگریز قابض ہو چکے تھے، مسلمانوں کی عسکری قوت مفلوج ہو گئی اور اسلامی مدارس کے اوقاف ضبط کر کے ان کا نظام تعلیم درہم برہم کر دیا گیا تھا، ان حالات میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اسلامی علوم و شعائر کی حفاظت اور مسلمانوں میں جوش جہاد اور جذبہ آزادی پیدا کرنے کے لئے دینی ادارہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔ قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور دوسرے علماء کرام و اولیاء عظام کے تعاون سے ۱۲۸۷ھ ۱۸۶۷ء میں دیوبند میں دارالعلوم کے نام سے اسلامی مدرسہ قائم کیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کے ایک مضبوط قلعہ اور چھاؤنی کی حیثیت اختیار کر لی اس مدرسہ نے ہزاروں مفسر، محدث، اور مجاہد پیدا کئے جنھوں نے ہندوستان اور پوری دنیا میں پھیل کر علوم نبویہ کی قندیلیں روشن کیں اور ہر محاذ پر اسلام دشمن قوتوں کا پوری ہمت اور پامردی سے مقابلہ کیا۔ اسلام کے چالاک اور عیار دشمن انگریز نے اس مدرسہ کے ہاتھوں اپنی جڑیں کھوکھلی ہوتی دیکھیں تو اس کے خلاف تمام حربے استعمال کرنے شروع کئے۔ جن میں ایک خطرناک حربہ یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور مسلمانوں کو اس عظیم مدرسہ سے متنفر کیا جائے چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے علماء نفس پرست کی خدمات حاصل کی گئیں اور ان میں بعض کی علانیہ جن میں مرزا غلام احمد قادیانی[1] اور اس کے حواری ہیں، سرپرستی کی گئی اور جھوٹی نبوت کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا اور بعض کی

[1] مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تصنیف تحفہ قیصریہ ص ۱۶ پر لکھتا ہے کہ "میرے دادا مرزا غلام مرتضیٰ دربار گورنری میں کرسی نشیں بھی تھے اور سرکار انگریز کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکار میں مصروف رہا۔" (ستارہ قیصریہ ص ۴) میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵) انگریز ملکہ قیصر ہند کے نام اپنے ایک خط میں لکھا ہے "سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا پاک نتیجہ ہے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۸)

در پردہ خدمت کی گئی اور ان کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ علماء دیوبند پر گستاخ اور بے ادب اور وہابی ہونے کا الزام لگائیں، چنانچہ ان نفس پرست لوگوں نے اکابرین دیوبند کے خلاف ایک غلط اور گمراہ کن فتویٰ پر دھوکہ دہی اور کذب بیانی سے حرمین شریفین کے علماء کی تصدیقات حاصل کر لیں اور ۱۳۲۵ھ میں وہ فتویٰ ہندوستان میں شائع کر دیا۔

ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں تھے اور مسجد نبوی ﷺ میں درس دیا کرتے تھے ان کو جب اس کارروائی کا علم ہوا تو انہوں نے صحیح حقیقت حال سے علماء حرمین شریفین کو مطلع کیا تو ان حضرات نے اپنی طرف سے چھبیس سوالات تحریر کر کے اکابرین دیوبند کو جواب کے لئے بھیجے، اس وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ وصال فرما چکے تھے تو علماء حرمین شریفین کے سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے فصیح عربی زبان میں تحریر فرمائے، اس وقت کے تمام جید علماء دیوبند حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا حافظ محمد احمد نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے تصدیقات فرمائیں، اور جوابات علماء حرمین شریفین کو بھیج دیے، علماء حرمین شریفین ان جوابات کو دیکھ کر بہت ہی متاثر ہوئے اور انہوں نے تصدیقات فرمائیں اور یہ تحریر فرمایا کہ یہ عقائد صحیح ہیں ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے نہ بدعتی اور نہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہوگا بلکہ صحیح اہل سنت کا مسلک یہی ہے۔

جب علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین کی تصدیقات وصول ہو گئیں تو انہوں نے اس کو کتابی شکل میں "المہند علی المفند" کے نام سے شائع کر دیا، اس رسالہ میں چھبیس سوالات کی روشنی میں اکابرین دیوبند کے عقائد حق کی تشریح اور وضاحت کی گئی ہے جس سے علماء دیوبند کا صحیح حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے گویا کہ المہند اکابرین دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جو قیامت تک قائم رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ اس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر لیا گیا ہے۔

<u>اس کتاب کا پانچواں سوال یہ ہے:</u> کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے حضور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ (برزخی نہیں ہے جو کہ حاصل ہے تمام مسلمانوں کو) بلکہ سب انسانوں کو چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء میں لکھا ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ایک مستقل رسالہ بھی ہے جو بے مثل ہے اور طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آب حیات ہے تو اس مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات سارے علماء دیوبند کی متفقہ اور علماء حرمین شریفین کی تصدیق شدہ ہو گئی کہ سید الانبیاء ﷺ اپنی قبر شریف میں دنیاوی جسد اطہر کے ساتھ حیات ہیں۔ (المہند ص ۲۷ تا ۲۹)

اور سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدر حال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ ﷺ کی زیارت کی نیت کرے، اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی ﷺ کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے۔ اور اس کی موافقت خود حضور ﷺ کے ارشاد مبارک سے ہو رہی ہے کہ فرمایا سید المرسلین ﷺ نے کہ جو میری[1] زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں، اور ایسا ہی عارف کامل حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مہذب عشاق کا ہے اور اسی جواب میں آگے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے۔ کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند ص ۲۵)

مسئلہ حیات النبی ﷺ میں اکابر دیوبند کا مسلک اور متفقہ اعلان

حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے۔

اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء علیہم السلام آب حیات کے نام سے موجود ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ راشد میں سے ہیں۔ ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف و اہل بصیرت کے لئے کافی ہے اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل"

۱...... محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ کراچی نمبر ۵

۲...... عبدالحق عفی عنہ مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳...... (مفتی) محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

---

[1] اسی حدیث شریف کے مطابق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زیارت کرنے والا یہ نہ کہے کہ میں نے قبر شریف کی زیارت کی ہے بلکہ یہ کہے کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے کیونکہ حضور ﷺ حیات ہیں۔ ہر دو حضرات کے عقائد میں یہ بات بیان ہو چکی ہے۔

۴... رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۵... شمس الحق عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶... مفتی محمد حسن جامعہ اشرفیہ لاہور

۷... ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار، سندھ

۸... بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دارالعلوم کراچی

(مقام حیات ص ۲۷۲)

ہمدردانہ عرض

للہ عرض ہے کہ خدارا حضور ﷺ کی ذات اطہر کو اپنی طرح نہ سمجھیں بلکہ یہ یقین رکھیں کہ ہم اور آپ تو کیا دنیا بھر میں کوئی غوث، قطب، ابدال حضرات امامین، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ﷫، امام مالک ﷫ امام شافعی ﷫، امام احمد بن حنبل ﷫ کوئی بھی شخص کسی ادنٰی سے ادنٰی صحابی ﷜ کے مقام تو کیا، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ﷫ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں یہ کہ حضرت عبداللہ بن مبارک ﷫ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہ ﷜ کا مقام بلند ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷫ کا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت امیر معاویہ ﷜ جنگ میں تشریف لے جاتے تو آپ ﷜ کے گھوڑے کے پاؤں سے چلنے کی وجہ سے جو گرد (مٹی) اڑ کر گھوڑے کے ناک میں پڑتی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷫ اس گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ سبحان اللہ کتنا بلند مقام ہے صحابہ کرام کا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷫ وہ ہستی ہیں کہ انہوں نے صحابہ کرام کی زیارت کی، اور ان کو سید التابعی کہا جاتا ہے تو ان کا مقام صحابہ کرام کے آگے گھوڑے کے ناک میں پڑنے والی گرد جتنا بھی نہیں تو سید الانبیاء ﷺ جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں ان کا مقام و مرتبہ اللہ تعالٰی کے ہاں کتنا بلند و برتر ہوگا ہم اس کا کوئی کسی طرح اندازہ نہیں کر سکتے اس لئے ہمارے تمام اکابرین نے یہی عرض کر دی کہ

لا یمکن الثناء کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یارسول اللہ ﷺ کسی انسان کے بس میں ہی نہیں کہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کر سکے جیسا کہ اس کا حق ہے بس ہم اتنی ہی عرض کرتے ہیں کہ خدا تعالٰی کے بعد تمام جہانوں میں بزرگ و برتر اگر کوئی ہے تو وہ آپ ﷺ کی ہی ذات گرامی ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ جو کہ کتاب ہذا میں اتنی وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک زمانہ سے لے کر موجودہ دور تک کے تمام حضرات خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، امامین، اولیاء امت، علماء امت تمام متفقہ طور پر تسلیم و تصدیق کرتے ہیں اور تمام حضرات کی تصدیقات بصورت عقائد آپ پڑھ چکے ہیں اب بھی اگر خدانخواستہ کوئی صاحب مطمئن نہ ہوں تو ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم اللہ کے لئے بجائے سید الانبیاء ﷺ کی شان اطہر میں نکتہ چینی کرنے اور اسلاف کے اقوال کے خلاف باتیں کرنے کے جو کہ ہر حال میں ہم سے زیادہ حضور ﷺ کے قریبی زمانوں میں سے گزرے ہر حال میں ہم

سے زیادہ صاحب علم تھے ہر حال میں ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کا ڈر رکھنے والے تھے۔ صاحب تقویٰ تھے ان کے معاملہ میں خاموشی اختیار فرماویں، اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت ہدایت کی دعا کریں، کہ اللہ تعالیٰ بطفیل سید الانبیاء علیہ السلام ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرماویں۔ اور خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین!

اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں نکتہ چینیاں کرنا، قرآن پاک کی آیات اپنی مرضی کی تفسیر و ترجمہ کرنا، بعض احادیث مطہرہ کو مان کر ان کا اپنی مرضی کا ترجمہ و تفسیر و تاویل کرنا، اور بعض احادیث مطہرہ صحیحہ کا انکار کرنا اور اپنی خواہش کے مطابق سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے ان کو ضعیف کہہ دینا، یہ طریقہ یہودیوں، معتزلہ، مرزائیوں، چکڑالویوں، اور منکرین حدیث کا ہے اللہ تعالیٰ یہودیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض" کیا تم ایمان رکھتے ہو قرآن پاک کی کچھ آیات کا اور انکار کرتے ہو کچھ آیات کا۔ "فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الیٰ اشد العذاب" پس بدلہ تمہارے اس کام کا رسوائی (ذلت) ہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاؤ گے سخت عذاب میں۔ "وما اللہ بغافل عما تعملون" اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

ان آیات مطہرہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنی عظیم وضاحت فرمائی کہ اپنی مرضی کی آیات، (واحادیث) کا ماننا اور جو اپنی سمجھ ناقص میں نہ آئے ان آیات مبارکہ (واحادیث مطہرہ) کا انکار کرنا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا طریقہ بتلایا ہے اور اس انکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا کی ذلت و رسوائی اور آخرت کا سخت عذاب ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں "ایسا کرے یعنی بعض احکام کو مانے اور بعض کا انکار کرے تو ایمان کا تجزیہ تو ممکن نہیں تو اب بعض احکام کا انکار کرنے والا بھی کافر مطلق ہوگا، صرف بعض احکام کو ماننے سے کچھ بھی ایمان نصیب نہ ہوگا، اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص بعض احکام شرعیہ کی تو متابعت کرے اور جو حکم کہ اس کی طبیعت یا عادت یا غرض کے خلاف ہو تو اس کے قبول میں قصور (انکار) کرے تو بعض احکام کی متابعت اس کو کچھ نفع نہیں دے سکتی، لہذا اس سے بچیں اور جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں ان سے بھی بچیں، عافیت اور سلامتی اپنے اسلاف کے راستہ پر چلنے میں ہے اور ان سے علیحدہ ہونے میں گمراہی ہے آپ نے کتاب ہذا میں پڑھا ہے کہ ہمارے اسلاف کو حضور رحمت اللعالمین ﷺ سے کس قدر عشق و محبت تھی وہ کتنے مؤدب تھے اور یہی ایمان کی ت ہے۔ سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا۔ "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین" (بخاری)

فرمایا رحمت دو عالم ﷺ نے خبردار تم میں سے کوئی ایک شخص بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھ سے اپنے والدین، اپنی اولاد، اپنی جان اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔

حضور اقدس ﷺ کی اطاعت و محبت اور ادب و احترام ہی ایمان ہے اللہ ہم سب کو سچا مسلمان بنائے، صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور رحمت اللعالمین ﷺ کی محبت اطاعت ادب و احترام نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین!

سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین